﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿……اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿……عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
قائم مقام مدیر۔ عبدالباسط شاھد

جلد 18 | جمعۃ المبارک 26/اگست 2011ء | شمارہ 34
25/رمضان المبارک 1432 ہجری قمری ❁ 26/ظہور 1390 ہجری شمسی

روزہ دار کی برکات

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

روزہ دار کی نیند عبادت ہے، اس کی خاموشی تسبیح ہے، اس کے عمل کا اجر بڑھایا جاتا ہے۔ اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

(کنزالعمال کتاب الصوم جلد 8 صفحہ 443۔ حدیث نمبر 23562)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 45ویں اور خلافت احمدیہ کی دوسری صدی میں یوکے میں منعقد ہونے والے چوتھے جلسہ سالانہ میں 94 ممالک کے 29 ہزار سے زائد افراد کی والہانہ شرکت۔

زہد و تقویٰ کی وضاحت کے سلسلہ میں بصیرت افروز ارشادات

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے   اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ یو۔کے)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء

جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء کا آغاز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ سے ہو چکا تھا۔ اب اس جلسہ کا باقاعدہ آغاز پرچم کشائی سے ہوا۔

پرچم کشائی کی تقریب

جلسہ سالانہ کے باقاعدہ افتتاحی اجلاس سے قبل 4:35 بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ کی مین مارکی سے باہر پرچم کشائی کے لئے تشریف لائے۔ حضور انور نے جماعت احمدیہ کا عالمگیر پرچم لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم امیر صاحب یوکے نے یوکے کا جھنڈا لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی جس میں تمام شاملین جلسہ شریک ہوئے۔

اس موقعہ پر شرکاء جلسہ نے پُرجوش نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ سارے ماحول کو معطر رکھا۔ لوائے احمدیت اور برطانیہ کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ ایسے بہت سے ممالک کے جھنڈے بھی لہرا رہے تھے جہاں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔ ان جھنڈوں کی تعداد 110 تھی۔ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے 200 ممالک میں قائم ہو چکی ہے لیکن بعض ممالک کے جھنڈے دستیاب نہ ہو سکے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں ہر سال دیگر ممالک کے ساتھ پاکستان کا جھنڈا بھی لہرایا جاتا ہے۔

حضور انور کی جلسہ گاہ میں تشریف آوری اور جلسہ کا باقاعدہ آغاز

پرچم کشائی کی تقریب کے بعد حضور انور جلسہ گاہ مردانہ میں تشریف لائے جہاں ہزاروں احباب نے اپنے امام ایدہ اللہ کا پُرجوش اسلامی نعروں کے ساتھ استقبال کیا۔ حضور انور کے کرسی صدارت پر تشریف رکھنے کے بعد افتتاحی اجلاس کے باقاعدہ آغاز سے قبل حضور ایدہ اللہ کی اجازت سے مکرم امیر صاحب یوکے نے ایک معزز مہمان جناب HuntJeremy کا تعارف کروایا اور انہیں دعوتِ خطاب دی۔ انہوں نے جماعت کی انسانی فلاح اور بہبودی کی خاطر سرگرمیوں کو سراہا۔ اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ اسلام آباد کا علاقہ ان کے اپنے حلقہ میں ہے۔ نیز لندن کی بسوں پر موٹو ”محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں“ لگوانے اور حاجتمندوں کیلئے صدقات جمع کرنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ جماعت دوسروں کیلئے نمونہ ہے۔ اور کہ پاکستان کو چاہئے کہ اقلیتوں کو مساوی حقوق دے اللہ تعالیٰ بھی انسانوں میں تفریق نہیں کرتا، کیونکہ وہ سب کا خدا ہے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں برطانیہ کے وزیراعظم Hon.DavidCameron کا سلام پہنچایا۔ نیز کہا کہ آج انہیں اس بات کا فخر ہے کہ وہ پہلے مہمان ہیں جنہیں جلسہ میں خطاب کرنے کا موقعہ ملا۔

افتتاحی اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم ہانی طاہر صاحب نے کی۔ آپ نے سورۃ البقرہ کی آیات 582 تا 782 کی تلاوت کی۔ مکرم نصیر احمد قمر صاحب نے ترجمہ پیش کیا۔ تلاوت کے بعد مکرم عصمت اللہ صاحب آف جاپان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا جس کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے۔

”حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی   ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی“

بعد ازاں مکرم سید عاشق حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی منظوم کلام پیش کیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کا ذکر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا افتتاحی خطاب

پانچ بجے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ خطاب کیلئے کھڑے ہوئے۔ احباب نے پُرجوش اسلامی نعروں کے ساتھ اپنے پیارے امام کا استقبال کیا۔ اس کے بعد حضور انور نے احباب کو السلام علیکم کہا اور تشہد و تعوذ کے بعد سورۃ الفاتحہ کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جلسہ کا یہ رسمی افتتاح ہو رہا ہے، آغاز ہو رہا ہے۔ رسمی طور پر اس لئے کہ ہم آج کے خطبہ جمعہ کو بھی جلسہ کا حصہ سمجھتے ہیں اور بڑی کوشش کر کے اس میں شامل ہونے کے لئے اس ملک میں رہنے والے احمدی اپنے جلسے کا سفر شروع کر دیتے ہیں۔

حضور انور نے قرآنی آیات اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات بیان کر کے فرمایا کہ اس وقت مَیں آپ کے سامنے ان چند باتوں کی مختصر وضاحت کر دیتا ہوں۔ ہم پڑھتے بھی ہیں، سنتے بھی ہیں، کہتے بھی ہیں کہ زہد و تقویٰ ایک مومن کی شان ہے لیکن زہد کی حقیقت پر کم غور کرتے ہیں اور پھر اس کو زندگی کا حصہ بنانے کا بہت کم حق ادا کیا جاتا ہے۔ ……لیکن بعض دفعہ ذاتی مفادات اس پر عمل سے اُنہیں بھی روک دیتے ہیں۔ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ حضور نے فرمایا کہ زُہد کا مطلب ہے کہ ہر قسم کے جذبات کو قربان کرنا، اپنی دلی خوشی سے کسی دعوے سے دستبردار ہونا، مستقل مزاجی سے کسی بری چیز سے نہ صِرف صَرفِ نظر کرنا بلکہ اُسے رد کرتے چلے جانا، دنیا کی خواہش نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے بعض باتوں سے بچنا جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور نیکیوں کو اختیار کرنا۔ اپنے معاملے خدا تعالیٰ پر چھوڑنا اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی اپنا مقصود بنا لینا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے اُسوہ حسنہ بنا کر بھیجا ہے اور فرمایا اس رسول کی پیروی کرو یہ تمہارے لئے نمونہ ہے۔ اور یہ خوبصورتی آج جماعت احمدیہ میں ہے کہ اس میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کی دنیا کی بے رغبتی دنیا سے دور بھاگ کر نہیں ہے بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے اپنی جائز خواہشات کو کم کر کے اللہ کے راستے میں یہ دنیا رکھ دیتے ہیں۔ یہ وہ زُہد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ زُہد ہے جو اسلام ہمیں سکھاتا ہے۔ حضور انور نے زہد کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات بھی پیش فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مصرعہ ترتیب دیا کہ ”ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے“۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً یہ مصرعہ نازل ہوا کہ ”اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے“۔

قرآنِ کریم میں تقویٰ پر چلنے اور اس کے حوالے سے بیشمار احکامات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہوئی تعلیم اور کتاب کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے آئے ہیں، اُنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ تقویٰ جو دین کی بنیاد ہے اور جس کے گرد تمام قرآنی احکامات گھومتے ہیں، اگر انسان اس کو پکڑ لے تو حقیقی

مومن بنتا ہے۔اس لئے اپنے ماننے والوں کو بھی بتادو کہ اگر حقیقی مومن بننا ہے تو یہ تقویٰ ہی ہے جس کی جڑ دلوں میں قائم کرنی ہے۔اگر یہ قائم ہوگئی تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے مقصدِ پیدائش کو حاصل کرلیا۔

حضور انور نے سورۃ البقرۃ کی آیت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے نمازی بھی ہیں جن کی نمازیں اُن کے لئے ہلاکت ہیں، اُن کے منہ پر ماری جائیں گی۔پس یہ ایک اصولی بات ہے کہ حقیقی نیکی وہی ہے جو اس نیت سے کی جائے کہ خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے کرنی ہے اور اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے کی گئی نیکی خدا کی مخلوق کے فائدے کے لئے ہوگی نہ کہ نقصان پہنچانے کے لئے۔اگر ایک طرف تو یہ زعم ہو کہ ہم بہت نمازیں پڑھنے والے اور مسجدوں میں جمع ہونے والے ہیں اور دوسری طرف جیسا کہ آجکل پاکستان اور دنیا کے بعض ممالک میں مساجد میں ہورہا ہے کہ احمدیت کے خلاف زہر اُگلا جارہا ہے۔خدا کے نام پر عبادت کے لئے آنے والے، یہ نام نہاد عبادت کے لئے آنے والے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احمدیوں کے خلاف اپنے نام نہاد علماء کی دشنام طرازیاں نمازوں کے بعد یا پہلے سنتے ہیں تو ایسے امام بھی اور ایسی نمازیں بھی بیشک قبلہ رو ہوکر تو پڑھی جاتی ہیں، قبلہ رُو ہوکر تو کھڑے ہیں یہ لوگ، لیکن اللہ کے نزدیک یہ نیکیاں نہیں ہیں کیونکہ دوسروں کے جذبات سے کھیلا جارہا ہے، دوسروں کی جانوں سے کھیلا جارہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ایسے ہزاروں افراد مرد اور خواتین ہیں بلکہ بچے بھی ہیں جو اپنا مال دلی خوشی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کرتے ہیں۔بغیر توجہ دلانے پر خود آکر پیش کرتے ہیں، بلکہ کئی بچے میرے پاس آتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ہم نے اپنے جیب خرچ کی تمام رقم فلاں مدّ میں دے دی ہے یا فلاں مدّ میں دینا چاہتے ہیں۔تو یہ ایمانی حالت ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں نظر آتی ہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ تمہاری روحانی ترقی کے لئے تمہاری عبادت کی عملی حالت جو نماز کے قیام کی صورت میں ہے اس پر توجہ دو، اور اَقَامَ الصَّلٰوۃ جہاں نماز باجماعت کا قیام ہے وہاں اپنی توجہ خالص اللہ تعالیٰ کی طرف رکھتے ہوئے نمازوں کی ادائیگی کرو۔پہلے مَیں نے مثال دی کہ ایسی نمازیں بھی ہیں جو نمازیوں پر واپس اُلٹائی جاتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنے والوں کی نمازیں نہیں ہیں۔اگر نماز میں خیالات منتشر ہوتے بھی ہیں تو اَقَامَ الصَّلٰوۃ کا مطلب یہ ہے کہ اُنہیں بار بار توجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مرکوز کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔پھر نمازوں کی لذت کی طرف توجہ ہو تو جب یہ مزا اور لُطف آئے تو پھر یہ حقیقی تقویٰ ہے اُسے پھر ہر ایک کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بعض اوقات حقوق العباد، حقوق اللہ سے بڑھ جاتے ہیں۔اگر حقوق العباد کی ادائیگی نہیں ہے تو حقوق اللہ بھی بے فائدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم تو یہ ہے کہ اُس کے بندوں کے بھی حقوق ادا کئے جائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مال کی قربانی کی طرف توجہ دلائی کہ پہلی تو طوعی قربانی تھی کہ تم مال کی محبت نہ رکھتے ہوئے وہ کرو، لیکن چند لوگوں کی خدمت کرکے یا چند ایک کی مالی مدد کرکے، صدقہ دے کر جو تم نے کرلی ہے یہ نہ سمجھو کہ اب ہمیں لازمی چندوں کی ضرورت نہیں ہے اور مالی قربانیوں کی ضرورت نہیں ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کی ضرورت نہیں ہے۔زکوٰۃ دینا تو لازمی چیز ہے۔ہر صاحبِ مال پر اُس کی ادائیگی بہرحال فرض ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر اس کے بعد اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔اس میں ہر طرح کے عہد شامل ہیں۔ایک وہ معاہدے جو لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں، چاہے وہ کاروباری معاہدے ہیں یا آپس کے معمولی معاہدات ہیں، اُن کا پاس کرنا، اُن کو پورا کرنا ضروری ہے اگر حقیقی متقی بننا چاہتے ہو۔اور پھر یہی نہیں ایک تقویٰ پر چلنے والے کے لئے ملکی قانون کی پاسداری بھی ضروری ہے، سوائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے ٹکرانے والا ہو، جیسا کہ پاکستان میں جماعت کے خلاف بعض قانون ایسے بنے ہوئے ہیں جو ہمیں ہمارے مذہبی شعائر کی ادائیگی سے روکتے ہیں۔یہ قانون کی پاسداری جو ہے یہ بھی ایک شہری کا فرض ہے اور ایک عہد کی پابندی ہے کہ وہ اپنے معاشرے اور ملک کی بہتری کے لئے کام کرے گا۔اسی طرح ایک عہد دین پر عمل کرنے کا عہد ہے۔اور ایک احمدی اس عہد کو کئی مرتبہ مختلف موقعوں پر دہراتا ہے۔ اور یہ عہد کی پابندی بھی تقویٰ سے قریب لانے والی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر تکلیفوں اور دُکھوں میں صبر کرنا۔صبر بھی ایک بہت بڑا خُلق ہے۔اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔اور جو اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہت بشارتیں دی ہیں۔اس صبر کا اظہار ایک تو جماعتی رنگ میں ہے جو دنیا میں رہنے والا ہر احمدی جس جگہ بھی ہے اُسے مخالفین کے ظلموں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔وہ صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی یہ ایک امتیازی شان ہے جو دنیا کے ہر شریف الطبع شخص کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی اور تمام دنیا میں ایک احمدی ہی ہے جس کا کوئی دوسرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔لیکن آپس کے معاملات میں صبر کی بھی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اس کی بہت ضرورت ہے۔جلسے کے دنوں میں اللہ تعالیٰ سے اس صبر کے حصول کی بھی بہت دعا کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جن باتوں کا اس آیت میں بیان ہوا ہے اگر ایک مومن ان پر عمل کرے گا تو وہ یقیناً صدق و وفا کے ساتھ تقویٰ پر چلنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جلسے کا ایک مقصد خدا ترسی پیدا کرنا بھی ہے۔خدا ترسی یا خدا سے ڈرنا بھی اُس وقت ہوتا ہے جب ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو یا تقویٰ دل میں پیدا ہو۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جلسے کا ایک مقصد نرم دلی پیدا کرنا بھی ہے۔اگر یہ پیدا نہیں ہوتی تو جلسے پر آنا بے مقصد ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لئے یہ نمونے اختیار کرنے پڑتے ہیں کہ اللہ کے نام پر دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔اصل مقصود اپنی اَناؤں کی تسکین نہیں، اپنے بدلے لینا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور یہی ایک مومن کا شیوہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی رضا اُسی صورت میں ہوگی جب اُس کی خشیت ہوگی۔

والدین اپنے نمونہ سے بچوں کو نمازوں کی عادت ڈالیں

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 27/جون 2003ء)

حضور انور نے فرمایا کہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جلسے کا ایک مقصد آپس میں محبت و مواخات پیدا کرنا ہے۔مومنوں کی ایک خوبی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کہ آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے ہیں۔آپس کا رحم محبت و پیار میں بڑھاتا ہے۔جب دونوں طرف سے اس وصف کا اظہار ہو رہا ہو تو لازمی نتیجہ اس کا یہ نکلے گا کہ محبت و پیار بڑھے گا۔بھائی چارے کی فضا قائم ہوگی۔

پھر ایک اعلیٰ خُلق جس کی طرف آپ نے ہمیں توجہ دلائی وہ عاجزی ہے۔یہ خُلق بھی اُس وقت نکھرتا ہے جب لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔کسی کی عاجزی کا اُسی وقت صحیح پتہ چلتا ہے جب اُس کے جذبات کو انگیخت کیا جائے، بھڑکایا جائے، جب مقابلے کی صورت پیدا ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک اور جگہ انسانوں کو عاجزی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ زمین میں اکڑ کر مت چل، گردن اکڑانے اور تکبر سے بلند مقام نہیں ملا کرتے۔پس بندے کی بھی عاجزی ہے جو اُسے خدا کا قرب دلا کر حقیقی بلندیوں کی طرف لے جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کتنی بدقسمتی ہے مسلمانوں کی کہ اس اعلیٰ تعلیم کے ہوتے ہوئے پھر جھوٹ بولنے میں آج کل سب سے زیادہ دنیا میں مسلمان بدنام ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ جلسے پر آنے والے اس ارادے اور نیت سے آئیں کہ دین دنیا پر مقدم ہو جائے اور دینی مہمات کے لئے اُن میں ایک جوش اور سرگرمی نظر آئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان دنوں میں جہاں اپنی عملی حالتوں کی طرف، دعاؤں پر توجہ ہو وہاں دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کے لئے دعائیں بھی ہوں۔جب اس مجمع کی دعائیں جس میں مرد بھی شامل ہیں، عورتیں بھی شامل ہیں، بچے بھی شامل ہیں، نوجوان بھی شامل ہیں اور بوڑھے بھی شامل ہیں، جب ان سب کی دعائیں مل کر خدا تعالیٰ تک جائیں گی، عرش تک پہنچیں گی تو تبلیغ کے میدان میں اللہ تعالیٰ نئے راستے بھی دکھائے گا۔پھر ہم دیکھیں گے کہ نئے سے نئے راستے بھی اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے ہمیں مل رہے ہیں۔فتوحات کے نظارے بھی ہم دیکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور انور نے یاددہانی کے طور پر فرمایا کہ آپ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ ”اس جلسے کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں، یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے“۔پس یہ جلسہ بذاتِ خود تو بہتوں کی اصلاح کا باعث بنتا ہے اور غیروں کے سامنے بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش ہوتی ہے لیکن جو اس حقیقت سے دور رہتے ہیں اور صرف میلہ سمجھ کر شامل ہو رہے ہیں وہ جن گناہوں اور بدعات میں ڈوبے ہوئے ہیں اُن میں اضافہ کر رہے ہیں۔پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ خود لینا چاہئے کہ کیا ہم اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں جو جلسے پر آنے کا مقصد ہے۔اگر پورا کریں گے تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلسہ پر شامل ہونے والوں کے لئے کی گئی دعاؤں کے وارث بنیں گے۔

حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس مقصد کو حاصل کرنے والا اور جلسے کی حقیقت کو سمجھنے والا بنائے۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم سمیٹنے والے ہوں۔ان دنوں میں جیسا کہ میں نے کہا بہت دعائیں کریں، اپنے لئے، اپنی نسلوں کے لئے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ہماری نسلوں کو بھی جماعت سے جوڑے رکھے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہشات اور تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائے۔جہاں اپنی زبان میں اپنے لئے دعائیں کریں وہاں مسنون دعائیں بھی کریں اور درود بھی زیادہ سے زیادہ پڑھیں۔بلکہ ان دنوں میں درود کو خاص طور پر اپنی تمام دعاؤں پر حاوی کرلیں کہ دل کی گہرائی سے نکلا ہوا درود تمام دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔دشمنانِ احمدیت کے بدارادوں اور منصوبوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے بہت دعائیں کریں۔اللہ تعالیٰ دشمن کا ہر شر اُن پر الٹا دے۔ہر احمدی کو اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے اپنی برکتوں کو سمیٹتا ہوا اپنے اختتام کو پہنچے۔آئندہ بھی ہر کارروائی اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں ہو۔اب دعا کرلیں۔

(باقی آئندہ)

تعمیر مساجد فنڈ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 1952ء میں تعمیر مساجد فنڈ کی ایک مد جاری فرمائی تھی جس میں جماعت کے ہر طبقہ کو حصہ لینے کی تحریک فرمائی تھی۔اب چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ تیز ہو گیا ہے اس مد کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعمیر مساجد ممالک بیرون کی یاددہانی کے سلسلہ میں خطبہ جمعہ 11/نومبر 2005ء میں فرمایا:

”اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مد مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی“۔

مذکورہ خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ نے بچوں کو خصوصی طور پر مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

”ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے تو عموماً اس خوشی کے موقعہ پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندے دیتے تھے“۔

پھر فرمایا: ”اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں، ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مدّ میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارے میں اپنے بچوں کی تربیت کریں“۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر158

مکرم اسحاق احمد داوٗد صوفان القدومی صاحب

تعارف اور خاندانی پس منظر:

مَیں اُردن سے ہوں۔ میری پیدائش 17 دسمبر 1967ء کو کویت میں ہوئی جبکہ میرے والدین کا تعلق فلسطین کے علاقے نابلس کی ایک بستی ''کفرقدوم'' سے ہے۔ والداور والدہ دونوں کی طرف میرے آباءواجداد کا تعلق دیندار اور تقوی شعار گھرانوں سے ہے۔ ان میں سے سب سے مشہور شخصیت شیخ عبد اللہ صوفان (1830-1912) کی ہے جو شام اور حجاز میں حنبلی فرقہ کے مفتی رہے نیز اپنے وقت کے فقیہ، محدث اور ادیب تھے۔

سفرِ مصر

مَیں 1995ء میں اپنے سفرِ مصر کو احمدیت کی طرف اپنا پہلا قدم سمجھتا ہوں۔ یہ سفر مَیں نے اپنے ایک مصری عیسائی دوست ''سامح ولیم'' کے ساتھ کیا۔ اس کی بستی کا نام ''سمالوط'' ہے جو مصر کے جنوبی علاقہ ''صعید'' میں دریارے نیل کے کنارے واقع ہے۔ اس کے باسیوں کا پیشہ کاشتکاری ہے جبکہ بستی کی اکثریت عیسائی ہے اور اس میں کافی تعداد میں چرچ پائے جاتے ہیں۔ بستی کے عیسائی سال میں ایک ہفتہ معین کر کے اس میں ''دیرالعذراء'' نامی چرچ میں اپنی دینی سرگرمیاں مناتے ہیں جن میں قریبی بستی ''والفری'' کے عیسائی بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ والفری نامی اس بستی میں ایک پہاڑ ہے جسے جبل الطیر کہا جاتا ہے جس کے بارہ میں مشہور ہے کہ جب حضرت مریم اپنے نوزائیدہ بچے (عیسیٰ علیہ السلام) کو لے کر یوسف النجار کے ساتھ فلسطین سے بھاگ کر یہاں آئیں تو انہوں نے اس پہاڑ پر پناہ لی۔ اس بنا پر اس پہاڑ کے ساتھ عیسائیوں کی ایک خاص عقیدت ہے اور وہ اس کی صفائی ستھرائی کے کاموں کو بھی عبادت سمجھ کر کرتے ہیں۔

بہرحال مَیں نے اپنے عیسائی دوست کی بستی میں اور اس کے گھر میں چند دن قیام کیا۔ میرے اس قیام کے دوران ہمارے درمیان مذہبی امور پر نہایت دوستانہ گفتگو بھی ہوتی رہی۔ ہر شام اس کے کچھ قریبی دوست یا رشتہ دار آ جاتے اور ہماری گفتگو شروع ہوتی تو اکثر صبح تک جاری رہتی جس میں ہم قرآن کریم اور بائبل کے مختلف تراجم کو بھی پڑھتے اور ان پر بحث کرتے۔ ایک دن جب ہم قرآن کریم کی مختلف آیات کے بارہ میں بحث کر رہے تھے کہ میرے اس عیسائی دوست کی والدہ آ گئیں اور اسے قرآن کریم کی آیات پڑھتا دیکھ کر غصے میں آ گئیں اور سختی سے ایسا کرنے کا سبب پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ قرآن میں بہت سے ایسے امور پائے جاتے ہیں جو خدا کے سوا اور کسی کی طرف سے نہیں ہو سکتے اس لئے ایسی باتیں پڑھنا کوئی عیب نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی اس کی والدہ کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس نے اگلے دن ہی یہ بات علاقہ کے پادریوں کو بتائی، جس کے بعد ہر روز کوئی نہ کوئی پادری آ جاتا اور میرے اس عیسائی دوست کو علیحدگی میں سمجھاتا اور مختلف امور پر اس سے گفتگو کرتا۔

ایک تاریک رات

جب یہ بات میرے اس دوست کے حلقہ احباب میں پھیلی کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہے اور قرآن پڑھتا ہے تو ایک دن اس کا ایک دوست آیا جس نے بڑے تکبر سے مجھ سے بعض سوال پوچھنے شروع کر دیئے۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں درج ہیں۔

مسیحی: کیا تم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے؟

اسحاق داوٗد: جی ہاں۔

مسیحی: اور تمہارا یہ بھی ایمان ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پا چکے ہیں اور زمین پر دفن ہیں؟

اسحاق داوٗد: جی ہاں۔

مسیحی: تم یہ بھی مانتے ہو کہ اللہ کی ہی ذات ایسی ہے جو حَیٌّ لا یموت ہے یعنی وہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آتی؟

اسحاق داوٗد: مَیں سوائے یہ کہنے کہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے اذن سے آسمان میں زندہ موجود ہیں، کیونکہ مجھے سمجھ آ گئی کہ وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں۔

مسیحی: کیا تم یہ بھی تسلیم کرتے ہو کہ عیسیٰ بن مریم مردے زندہ کرتے اور بیماروں کو شفا دیتے تھے؟

اسحاق داوٗد: ہاں، لیکن اللہ کے اذن سے ایسا کرتے تھے۔

مسیحی: کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی مردے زندہ کرتے اور بیماروں کو شفا بخشتے تھے؟

اسحاق داوٗد: نہیں۔ (یہ جواب دیتے ہوئے مَیں اندر سے ہل کر رہ گیا)

مسیحی: پھر کیا خدا کے علاوہ بھی کوئی مردوں کو زندہ کرتا ہے؟ اور کیا خدا کے علاوہ بھی کوئی مریضوں کو شفا بخشتا ہے؟

اسحاق داوٗد: ان سوالوں کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ چنانچہ مَیں اس پر صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتے اور بیماروں کو شفا بخشتے تھے۔ مَیں ابھی سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ اس نے ایک اور وار کرتے ہوئے کہا:

مسیحی: کیا تم مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم نہ صرف آسمان پر زندہ ہے بلکہ آخری زمانہ میں دوبارہ زمین پر امن وسلام پھیلانے کے لئے آئیں گے۔

اسحاق داوٗد: ہاں۔ لیکن وہ اسلام پھیلانے کے لئے دوبارہ زمین پر خدا کے اذن کے ساتھ نازل ہوں گے۔

مَیں نے اس تاریک رات میں ہر سوال کے جواب میں ''خدا کے اذن کے ساتھ'' کا جملہ بکثرت دھرایا۔ اس مجلس کے اختتام پر مجھے ایسے لگا جیسے مَیں امتحان میں بری طرح فیل ہو گیا ہوں۔ مجھے سب سے زیادہ افسوس اس بات کا تھا کہ نادانستہ طور پر میرے جوابات سے نصاریٰ کے اس عقیدہ کی تصدیق ہو گئی کہ خدا وہ ہے جو آسمان میں زندہ موجود ہے اور اس سے مراد وہ حضرت عیسیٰ بن مریم لیتے ہیں۔ لیکن بالآخر یہی تو میرا عقیدہ تھا۔ مَیں نے محسوس کیا کہ اس بارہ میں میری معلومات کی کمی کی وجہ سے آج میں بری طرح ہار گیا۔

{خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہی تو وہ سوالات ہیں جنہیں لے کر عیسائی مشنری اسلامی دنیا کے فتح کرنے کے ارادے سے ہندوستان میں اترے تھے۔ اور عامۃ المسلمین پر ان کا حربہ کافی حد تک کارگر بھی ہوا تھا کیونکہ ان کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا اور نہ ہے۔ بالآخر ان کا جواب صرف ایک شخص نے دیا۔ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم کام کرنے کی وجہ سے ''کاسر صلیب'' کا لقب عطا فرمایا ہے۔ اور آج بھی اس کاسر صلیب کے علم کلام سے ہٹ کر ان سوالوں کا تسلی بخش جواب دنیا میں اور کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح ایک نبی تھے جنہوں نے خداداد تعلیم اور قوت قدسیہ کے ذریعہ روحانی مردے بھی زندہ کئے اور روحانی بیماروں کو شفا بھی بخشی اور پھر اپنا کام سرانجام دینے کے بعد تمام انبیاء کی طرح وفات پا گئے۔ اور جس مسیح کے امت محمدیہ میں آنے کی خبر دی گئی ہے وہ اسی امت سے ایک ایسا شخص ہے جسے یہ مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو جانے اور آپ کی اتباع کامل کی بدولت ملا ہے۔ چنانچہ نہ کوئی آسمان پر گیا نہ وہاں سے اترے گا، نہ ہی کسی کے بارہ میں خدا ہونے کا شائبہ تک پایا جاتا ہے۔ ندیم}

عجیب رؤیا

ہزیمت خوردہ ہونے کی حالت میں اس رات جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور ان کے دائیں ہاتھ میں عصا ہے۔ گھنگریالے بالوں اور کشادہ سینے کے ساتھ وہ حسن وجمال کا اعلیٰ نمونہ دکھائی دیتے تھے۔ انہوں نے گھٹنوں کے نیچے تک لمبا قمیص پہنا ہوا تھا اور پاؤں میں خفّین نما جوتے تھے جن پر کثرت سے سفر کرنے کی وجہ سے گرد وغبار پائی جاتی ہے۔ انہوں نے میرے لئے زمین پر اپنے عصا کے ساتھ ایک لکیر لگاتے ہوئے مجھے فرمایا کہ اپنے اس سیدھے رستے پر چلتے جاؤ۔

صبح فجر کی اذان کے وقت میری آنکھ کھلی تو مَیں سوچنے لگا کہ اس رؤیا کا کیا معنی ہو سکتا ہے؟ مجھے اس کی کوئی تعبیر سمجھ نہ آئی۔ اور مَیں نے قصدًا یہ رؤیا اپنے میزبان یا اس کے گھر والوں کو نہ سنایا کیونکہ مجھے شک گزرا کہ وہ یہی کہیں گے کہ مسیح تمہیں عیسائیت کے طریق پر چلنے کی ہدایت اور مبارکباد دینے کے لئے آئے تھے۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد مجھے سمجھ آئی کہ کثرت سے سفر کی وجہ سے مسیح علیہ السلام کے خفین پر پڑی گرد وغبار سے آپ کے صلیب سے بچنے کے بعد لمبا سفر یعنی ہجرت کرنے کی طرف اشارہ تھا اور آسمان پر جانے کی نفی تھی کیونکہ آسمان پر تو گرد وغبار نہیں ہوتی۔ بہرحال مَیں نے دعا کی کہ اے خدا یہ رؤیا میرے لئے بابرکت فرما اور اسے میرے لئے خیر کثیر کا سبب بنا دے۔

احمدیت سے پہلا تعارف

مصر سے اردن واپسی کے بعد مَیں نے کام تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اس کوشش میں مجھے ایک کمپنی میں کام مل گیا جس کا مالک ایک مخلص احمدی تھا۔ یہ دوست مکرم غانم احمد غانم ہیں۔ ان کے ساتھ مَیں نے تقریبا ایک سال کام کیا۔ ان کی نیک سیرت اور حسن اخلاق اور حسن معاملہ نے مجھے بہت متاثر کیا بلکہ ان سے ملنے والے سبھی اس بات کی گواہی دیتے تھے۔ ان کے ساتھ کام کے دوران مَیں نے دیکھا کہ انہیں لوگوں کے ساتھ میل جول اور دینی امور پر بات چیت کرنا پسند ہے اور ان کے پاس دینی اور دنیوی امور پر بحث مباحثہ کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ایک کے ساتھ بات ختم ہوتی تو کوئی دوسرا آ جاتا اور یوں سارا دن بیت جاتا تھا۔

مکرم غانم صاحب کے ہاں کام کرنے سے قبل مجھے میرے ایک دوست نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم اس کمپنی میں کام تو کرنے جا رہے ہو لیکن محتاط رہنا کیونکہ اس کا مالک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین تسلیم نہیں کرتا اسی طرح اس کے کچھ اور بھی عجیب وغریب عقائد ہیں۔ میرے دوست کی اس بات سے مجھے کسی قدر تجسس ہوا اور مَیں مختلف لوگوں کے ساتھ غانم صاحب کی روزمرہ کی گفتگو نہایت غور سے سننے لگ گیا۔ مجھے پتہ چلا کہ میرے دوست کی بات اس حد تو درست تھی کہ غانم کے صاحب کے کچھ عقائد واقعی ان عقائد سے مختلف ہیں جو میرے یا دیگر مسلمانوں کے ہیں لیکن عجیب بات یہ تھی کہ غانم صاحب اپنے عقائد پر قرآن کریم اور حدیث شریف سے بڑے مضبوط دلائل پیش کرتے تھے۔ ان کی یہ بات میری توجہ کا مرکز بن گئی اور مَیں دھیرے دھیرے کبھی کسی بات کے بارہ میں استفسار کے ذریعہ اور کبھی اپنی رائے دینے کے ذریعہ اور کبھی کسی دلیل کی تائید کے ذریعہ ان کی گفتگو میں شریک ہونے لگا۔ یوں رفتہ رفتہ مجھے جماعت کے عقائد پر اطلاع ہوتی گئی۔

تحقیق کی ابتداء

اس کمپنی میں میری کام کی شفٹ بہت لمبی تھی جس میں مَیں احمدیت کے عقائد کے بارہ میں غانم صاحب کی بتائی ہوئی باتوں پر غور کرتا رہتا اور ان عقائد کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھتا۔ اگر کسی بات کی سمجھ نہ آتی تو مَیں اس کے بارہ میں مختلف کتب سے پڑھنے کی کوشش کرتا۔ الغرض تحصیل علم کا زمانہ گزر جانے کے بعد جب مجھے اس کی ضرورت پڑی تو مجھے بہت محنت کرنی پڑی۔ رفتہ رفتہ غانم صاحب کے ساتھ میری احمدیت کے عقائد کے بارہ میں بات ہونے لگی۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر تفصیلی تحقیق کے لئے مجھے مختلف کتب دیں۔ کام کی لمبی شفٹ کے بعد تھکا ہارا جب مَیں گھر لوٹتا تو رات کا کھانا کھانے کے بعد ان کتب کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتا جو رات گئے تک جاری رہتا۔ دیر سے سونے کی وجہ سے گو صبح وقت پہ کام پر پہنچنا مشکل ہوتا لیکن کتاب کے مطالعہ سے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کے جوابات جاننے کی لگن کچھ اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ مَیں صبح سویرے کام پر جا پہنچتا تھا اور

اپنے سوالات غانم صاحب کے سامنے بیان کر دیتا۔ مَیں جو سوال بھی ان سے پوچھتا وہ نہایت حکمت کے ساتھ اور قرآن وسنت کے عین موافق مجھے کافی وشافی جواب عطا کرتے۔ ظہر کے وقت غانم صاحب آرام کرنے گھر چلے جاتے تو مَیں ان کی کمپنی میں جماعت کی مختلف کتب کا مطالعہ کرتا رہتا اور اکثر اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو دیکھ کر کہتا کہ کیا واقعی یہی وہ موعود ہے جس کا ایک زمانہ منتظر ہے؟۔ اس خیال سے میری طبیعت دعا کی طرف مائل ہو جاتی اور مَیں خدا تعالیٰ کے حضور سیدھے راستے کی ہدایت کے لئے متضرعانہ دعائیں کرتا۔

بیوی کا رؤیا اور خدائی راہنمائی

میری بیوی نے جب میری غیر معمولی مصروفیت اور رات دیر تک مطالعہ کی عادت کو دیکھا تو اس بارہ میں مجھ سے پوچھا۔ مَیں نے اسے مختصراً بتا دیا کہ مَیں ایک دینی معاملہ میں تحقیق کر رہا ہوں۔ ان دنوں مَیں اکثر رات کو دعاؤں اور استخارہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے امام مہدی کی حقیقت کے بارہ میں راہنمائی کی دعائیں کرتا رہتا تھا۔ استخارہ اور دعا کے نتیجہ میں مجھے تو کوئی خواب نہ آئی تاہم ایک روز میری بیوی نے مجھے بتایا کہ اس نے مجھے خواب میں دیکھا ہے، اس نے دیکھا کہ:

ایک جنگ کا سا سماں ہے جس کی بنا پر مَیں (اسحاق صوفان) اپنے اہل خاندان کو چھوڑنے پر مجبور ہوکر ایک ایسے بلند پہاڑ پر چلا گیا ہوں جس پر سفید رنگ کی ایک بڑی مسجد ہے۔ جب مَیں وہاں پہنچتا ہوں تو اس مسجد کے دروازے پر ایک باریش شخص کو منتظر پاتا ہوں جس نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا ہے اور سر پر عمامہ ہے۔ جب مَیں اس کے پاس پہنچتا ہوں تو وہ مجھے گلے سے لگا لیتا ہے۔ اور ہم بڑی گرمجوشی کے ساتھ ایک دوسرے کو ملتے ہیں پھر وہ مجھے مسجد کے اندر لے جاتا ہے جہاں بکثرت باہم مشابہ نقوش والے خوبرو نوجوان بیٹھے ہیں۔ مَیں واپس گھر آتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہماری ایک پھوپھی جان فلسطین سے ہمیں ملنے کے لئے آئی ہیں۔ وہ میری بیوی کو مخاطب کر کے کہتی ہیں کہ: ہر طرف جنگ وجدل ہو رہی ہے جبکہ تم لوگ اس قدر امن وسلامتی ہو۔ اس کے بعد مَیں اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر اسی پہاڑ والی سفید مسجد کی طرف چلا جاتا ہوں۔

جب میری بیوی مجھے یہ رؤیا سنا چکی تو مَیں نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں اس باریش شخص کی شکل وصورت یاد ہے جس نے مجھے رؤیا میں گلے سے لگایا تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ مَیں جلدی سے ''القول الصریح'' نام کی کتاب اٹھا لایا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر تھی۔ اس تصویر کو دیکھتے ہی میری بیوی کہنے لگی کہ یہی وہ شخص ہے جسے مَیں نے رؤیا میں تمہیں اپنے گلے سے لگاتے ہوئے دیکھا تھا۔ میری بیوی نے اس سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی تصویر نہ دیکھی تھی۔ مَیں نے تسلی کے لئے اس خدا کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں شک ہے یا واقعی یہی شخص تھا جسے تم نے رؤیا میں دیکھا؟ تو اس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مجھ پر سوالوں کی بارش کر دی کہ یہ کس کی تصویر ہے اور یہ کتاب ہمارے گھر میں کیسے پہنچی؟ وغیرہ وغیرہ۔ مَیں نے اسے بتایا کہ یہی وہ شخص ہے جسے غانم صاحب اس زمانے کا مسیح موعود اور امام مہدی مانتے ہیں اور یہ کتاب مَیں نے غانم صاحب سے ہی عاریۃً لی ہے اور اس شخص کی جماعت کے بارہ میں مَیں تحقیق کر رہا ہوں۔

اس واضح رؤیا کے بعد بھی مکرم اسحاق صوفان صاحب بیعت کی طرف مائل نہ ہوئے بلکہ یہی دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں انشراح صدر عطا فرمائے۔

ان کے انشراح صدر اور بیعت وغیرہ کا احوال اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

(باقی آئندہ)

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2/ اگست 2011ء بروز منگل بمقام مسجد فضل لندن کے احاطہ میں بوقت قبل از نمازِ ظہر **مکرم احمد خان کنگ صاحب (آف ویسٹ ہل۔ لندن)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحوم 29/ جولائی کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تہجد گزار، نمازوں کے پابند، خلافت احمدیہ کے وفادار اور نظامِ جماعت کی اطاعت کرنے والے تھے۔ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک اور نیک انسان تھے۔ 1/6 حصہ کے موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ (زوجہ مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب۔ آف ربوہ)

30/ جون کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت منشی سلطان عالم صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں۔ تہجد گزار، نمازوں کی پابند، نہایت دعاگو بزرگ خاتون تھیں اور خدا کے فضل سے نظامِ وصیت میں شامل تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ مکرم رافع احمد تبسم صاحب مربی سلسلہ کی دادی اور مکرم نصیر احمد صفدر صاحب نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی خوش دامن تھیں۔

(2) مکرم مولوی شمس الدین سیال صاحب (آف بورے والا ضلع وہاڑی)

31/ مارچ کو 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے جامعہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کا کورس پاس کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی شاگردی کا اعزاز حاصل ہوا۔ فرقان فورس میں حصہ لیا۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ نظامِ جماعت اور خلافت سے اخلاص ووفا کا تعلق تھا۔ لمبا عرصہ صدر جماعت اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(3) مکرم رانا عبدالجبار صاحب۔

مرحوم ماہِ جون میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نیک اور سلسلہ سے اخلاص کا تعلق رکھنے والے مخلص باوفا انسان تھے۔ آپ مکرم محمود احمد صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا کے سسر تھے۔

(4) مکرمہ امۃ الجمیل قریشی صاحبہ (زوجہ مکرم سفیر احمد قریشی صاحب۔ آف کینیڈا)

6/ جون کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت کریم بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی اور مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب درویش قادیان کی بیٹی تھیں۔ پابند صوم وصلوٰۃ اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ رمضان میں معتکفین کی سحری اور افطاری کا بڑے اہتمام سے انتظام کیا کرتی تھیں۔ کراچی میں قیام کے دوران بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔

(5) مکرم حافظ اسلام الدین صاحب (آف قادیان)

8/ جون کو بعارضہ کینسر وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے کشمیر کے علاقہ میں خود بیعت کرکے احمدیت قبول کی۔ آپ کو جماعتی مخالفت کی بناء پر بیوی بچوں کو بھی چھوڑنا پڑا۔ پھر قادیان منتقل ہو گئے اور مسجد مبارک میں بطور خادم مسجد خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ آپ نے تبلیغی سفر بھی کئے اور کئی لوگوں کی ہدایت کا موجب بنے۔ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ پسماندگان میں اہلیہ ہیں۔

(6) مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ (زوجہ مکرم میاں محمد صدیق صاحب۔ آف ڈیرہ غازی خان)

19/ مئی کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خوش اخلاق اور نیک خاتون تھیں۔ قرآن کریم سے خاص محبت تھی۔ باقاعدگی سے تلاوت کرتیں۔ بہت سے بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھایا۔ آپ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ کی کوئی ولاد نہ تھی۔

(7) مکرم بابا اللہ دتہ صاحب (احمد نگر)

2/ مئی کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حکیم مولا بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ سچائی اور ایمانداری میں خاص شہرت رکھتے تھے حتی کہ غیر احمدی بھی اس لحاظ سے آپکی تعریف کرتے تھے۔ جماعتی مخالفت کی بنا پر ربوہ میں آکر آباد ہو گئے۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی احمد نگر میں زمینوں پر کام کرنے کا موقعہ ملا۔

(8) مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ (زوجہ مکرم علی محمد صاحب مرحوم۔ آف ربوہ)

23/ مئی کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں کریم بخش صاحب صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں اور خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ

9/ مئی کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نیک اور بزرگ خاتون تھیں اور خدا کے فضل سے نظامِ وصیت میں شامل تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(10) مکرمہ رفیقہ بیگم رازق صاحبہ (زوجہ مکرم ایم آئی رازق صاحب۔ آف کینیڈا)

5/ جون کو 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 2006ء میں سری لنکا سے ہجرت کر کے کینیڈا آباد ہو گئیں۔ نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ سری لنکا میں نیشنل صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور لجنہ کے کاموں کو منظّم اور فعال بنایا۔ آپ غریبوں کی ہمدرد اور نیک خاتون تھیں۔

(11) مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ (زوجہ مکرم محمد صادق خان صاحب۔ آف جرمنی)

6/ مئی کو جرمنی میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1957ء میں خود بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔ تہجد گزار اور نہایت نیک خاتون تھیں۔ مالی قربانی اور رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ آپ غریبوں کی ہمدرد اور رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(12) مکرم بابو طفیل احمد صاحب (آف سیالکوٹ)

22/ مارچ کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ نہایت مخلص اور نیک انسان تھے۔ اپنے اوقات کا زیادہ حصہ دین کی خدمت میں صرف کرتے۔ نظامِ جماعت اور عہدیداروں کی اطاعت کرتے۔ بڑے خوش اخلاق، ہنس مکھ وجود تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ آپ مکرم سید احمد علی شاہ صاحب کے داماد تھے۔

(13) مکرم چوہدری منور احمد صاحب (ابن مکرم ماسٹر محمد صادق صاحب۔ آف ربوہ)

14/ اکتوبر 2010ء کو 58 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نیک سیرت اور مخلص احمدی تھے۔ آپ کو خلافت سے گہری محبت تھی۔ مرحوم کی والدہ اماں عائشہ صاحبہ حضرت چھوٹی آپا ام متین صاحبہ کی رضاعی والدہ تھیں۔

(14) مکرم ماسٹر الطاف حسین صاحب (آف ڈسکہ)

19/ مارچ کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1974ء میں بیعت کی۔ شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ اہلیہ بچوں کو لے کر میکے چلی گئیں لیکن آپ بشاشتِ قلبی کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ آپ داعی الی اللہ اور تمام تحریکات میں حصہ لینے والے مخلص انسان تھے۔ صدر جماعت اور زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ موصی تھے۔

(15) مکرم راجہ اسلم صاحب (آف کراچی)

16/ اپریل 2011ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ نہایت مخلص اور نیک انسان تھے۔ آپ چندوں میں بہت باقاعدہ اور جماعت سے اخلاص ووفا کا تعلق رکھتے تھے۔

(16) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (زوجہ مکرم چوہدری محمد حنیف باجوہ صاحب۔ آف ربوہ)

21/ اپریل کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ قرآن کریم سے خاص عشق تھا۔ کثیر تعداد میں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ اپنے حلقہ کی صدر لجنہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ بڑی خوش اخلاق، ملنسار، صلہ رحمی کرنے والی، غریب پرور اور نیک خاتون

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کا ذکر خیر

وہ لوگ جو وجہ اللہ میں محو ہو جاتے ہیں وہ نئی زندگی حاصل کر لیتے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی آغوش میں آجاتے ہیں۔

میری والدہ کا نمازوں میں انہماک اور مغرب کو عشاء سے جوڑنا اور عشاء گھنٹوں لمبی چلنا میرے سامنے ایک نمونہ ہے۔

اے میرے پیارے خدا! تُو میری والدہ سے وہ سلوک فرما جو اُس نے اپنی دعا میں تجھ سے چاہا اور ہم جو اُن کی اولاد ہیں...... ہمیں بھی اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹے رکھنا۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 5/اگست 2011ء بمطابق 5/ظہور 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِ كْرَامِ(الرحمن:27-28)

ان آیات کا یہ ترجمہ ہے کہ ہر چیز جو اس پر ہے (یعنی زمین پر ہے یا کائنات میں ہے) فانی ہے اور باقی رہنے والا صرف تیرے رب کا جاہ و اکرام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے اور ایک ساعت تیرے ربّ کی رہ جائے گی''۔

(ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 231)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

''ہر ایک چیز کے لئے بجز اپنی ذات کے موت ضروری ٹھہرا دی''۔

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 165)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے علاوہ ہر چیز کے لئے موت ضروری ٹھہرا دی ہے۔ پھر اپنے ایک شعری کلام میں جو آپ نے 'محمود کی آمین' کے نام سے منظوم فرمایا۔ یہ نظم آپ نے اپنے سب سے بڑے بیٹے سیدنا محمود مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمین پر لکھی تھی جو دعائیہ اشعار اور نصائح سے پُر نظم ہے۔ ان اشعار میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان دعاؤں اور نصائح میں دوسرے دو بیٹوں کو بھی شامل فرمایا بلکہ پوری جماعت ہی اس میں شامل ہے۔ یہ لمبی نظم ہے۔ اس میں ایک جگہ دنیا کے عارضی ہونے اور اس سے بے رغبتی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

دنیا بھی اک سرا ہے، بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جُدا ہے

پھر آگے ایک مصرعہ ہے کہ

شکوہ کی کچھ نہیں جا، یہ گھر ہی بے بقا ہے

(محمود کی آمین، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 323)

پس وہ امام الزمان جو اس زمانہ میں بندے کو خدا سے قریب کرنے آئے تھے وہ اپنی اولاد کی خوشی کے موقعہ پر بھی اپنی اولاد کو بھی، اپنی نسل کو بھی اور اپنی جماعت کو بھی اس طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ ہماری حقیقی خوشی اپنے خدا سے تعلق پیدا کرنے اور اُس کی رضا کے حصول میں ہے۔ دنیا خوشیاں مناتی ہے تو عجیب و غریب قسم کی بدعات کو فروغ دیتی ہے، لغویات میں پڑتی ہے، دنیاوی دکھاووں کے لئے خوشیاں منائی جا رہی ہوتی ہیں لیکن آپ نے یہ سبق دیا کہ ہماری تمام تر توجہات کیونکہ خدا کی طرف ہونی چاہئیں اس لئے ہمارے ہر عمل یا اعمال خدا کی رضا کے حصول کے لئے ہوں۔ اور جب اس چیز کا ادراک پیدا ہو جائے گا تو ہماری غمی اور خوشی کے دھارے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی طرف بہ رہے ہوں گے۔ آپ علیہ السلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل کے لئے آئے تھے، آپ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی تھی کہ آپ کی اولاد اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے والی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبنے والی ہو اور اللہ تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب جو قرآنِ کریم کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری اُسے پڑھنے والے اور اُس پر عمل کرنے والے ہوں۔ پس جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآنِ کریم کا پہلا دور مکمل فرمایا تو آپ نے ایک دعوت کا اہتمام فرمایا اور اُس تقریب کے لئے خاص طور پر یہ نظم لکھی جس کا ہر شعر جیسا کہ مَیں نے کہا پُر درد دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نصائح سے پُر ہے۔ اس خوشی پر بھی آپ نے اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے اپنی اولاد اور متبعین کو یہ توجہ دلائی کہ دنیا اور دنیا والوں سے دل نہ لگانا۔ خدا کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ یہی زندگی کا مقصد ہے۔ ایک وقت آئے گا جب دنیا اور اس کی تمام چیزیں یہیں رہ جائیں گی اور انسان اس دنیا سے رُخصت ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں ؎

شکوہ کی کچھ نہیں جا، یہ گھر ہی بے بقا ہے

پس جب یہ دنیا اور اُس کی چیزیں باقی رہنے والی نہیں تو پھر اس سے دل لگانا بھی بے فائدہ ہے۔ پھر شکوہ کیسا؟ اگر ہمیشہ کا فائدہ حاصل کرنا ہے تو اُس ہستی سے تعلق جوڑ کر حاصل کیا جا سکتا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور ہمیشہ رہنے والی ذات خدائے ذوالجلال والاکرام کی ذات ہے۔ پس یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے دو اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ہر چیز میں زوال ہے۔ آہستہ آہستہ اُس نے ختم ہونا ہے اور ہر انسان کی آخری منزل موت ہے لیکن پھر ساتھ ہی اس طرف بھی توجہ دلائی، دوسری بات یہ کہی کہ مومنوں کو، ایمان لانے والوں کو، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کرنے والوں کو یہ بھی اُمید رکھنی چاہئے کہ جو بندے اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں، اُس کی تلاش میں رہتے ہیں، اپنی نسلوں کی نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے تربیت کرتے ہیں، اپنی روحانیت بڑھانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں، قرآنی تعلیمات کے پابند رہنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس زندگی سے جو دنیاوی زندگی ہے، اس سے تو بیشک گزر جاتے ہیں یا اُن کی یہ زندگی تو ختم ہو جاتی ہے لیکن ایک اور زندگی جو دائمی زندگی ہے جو اس دنیاوی زندگی سے جانے کے بعد انسان کو ملتی ہے اُس کو پا لیتے ہیں، اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ کے پیار کی آغوش میں آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیار بھری آواز سنتے ہیں کہ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (الفجر:30-31)۔ پس آ اور میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا۔ اور آ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانے میں اس لئے مبعوث ہوئے تھے کہ بندے کو خدا سے ملائیں۔ اُسے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ کا مضمون سمجھائیں تاکہ اُسے دائمی جنتوں اور دائمی زندگی کا وارث بنائیں۔ اس نظم میں جو خوشی کے موقع پر لکھی گئی، اس مضمون کا اظہار فرمایا کہ دائمی زندگی کی تلاش کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو پائے بغیر زندگی نہیں مل سکتی۔ خدا تعالیٰ کو حاصل کئے بغیر یہ دائمی زندگی نہیں مل سکتی۔ قرآنِ کریم میں سورۃ قصص میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (القصص:89) اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی معبود کو مت پکار۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے جس کی طرف اُس کی توجہ ہو، (یعنی خدا تعالیٰ کی طرف توجہ ہو۔ وہی بچنے والی چیز ہے۔ باقی سب ہلاک ہونے والی چیزیں ہیں) حکم اُسی کے اختیار میں ہے اور اُسی کی طرف سب کا لوٹنا ہے۔

پس یہ مضمون ہے جو ہمیں یاد رکھنا ہے۔ یہ وہ طریق ہے جسے ہم نے اپنانے کی کوشش کرنی ہے۔ یہ وہ مقصود ہے جسے ہم نے حاصل کرنا ہے کہ یہی ہماری پیدائش کا مقصد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) کہ ہم نے جنّ و انس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔ پس یہ عبادت کا مفہوم اُس وقت سمجھ آئے گا، اُس وقت اس پر عمل کی کوشش ہوگی جب انسان اس یقین پر قائم ہوگا کہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ کہ اُس یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمام چیزیں ہلاک ہونے والی اور فناء ہونے والی ہیں سوائے اُس کے جس کی طرف اللہ کی توجہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کی طرف توجہ کرتا ہے جو نیک نیتی سے اُس کی عبادت کی کوشش کرتے ہیں۔ اُسے ایک مانتے ہوئے اُس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب عبادت کے طریق بتائے ہیں، تو عبادت کے ان معیاروں کو حاصل کرنے اور اُنہیں صیقل کرنے کے لئے مختلف مواقع بھی پیدا فرمائے ہیں۔ یہ رمضان المبارک جس میں سے ہم گزر رہے ہیں یہ بھی ہر سال اس لئے آتا ہے کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان کر کے اپنے آپ کو ہلاکت سے بچائیں۔ اپنی نیکیوں کے معیاروں کو بڑھائیں۔ اپنی روحانیت کے معیار اونچے کریں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جوان مواقع سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی بندگی کی ادائیگی کے لئے اُس کا عبد بننے کے لئے تمام سال کوشاں رہتے ہیں۔ اور مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وہی کوشاں رہتے ہیں، وہی کوشش کرتے ہیں جو اس بات کو بھی سامنے رکھتے ہیں کہ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اور صرف ایک ہستی ہے جس کو نہ زوال ہے، نہ موت ہے۔ اور ہم نے مرنے کے بعد اُس کے حضور حاضر ہونا ہے جہاں ہمارے عملوں کا حساب ہوگا۔ پس کُلُّ شَیْءٍ ھَالِک میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ بیشک موت برحق ہے، اس سے تو کوئی فرار نہیں۔ کوئی انسان نہیں جو موت سے بچ سکے۔ لیکن جو لوگ وجہ اللہ میں محو ہو جاتے ہیں وہ نئی زندگی حاصل کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیار کی آغوش میں آجاتے ہیں۔

یہاں پھر مَیں واپس اُسی مضمون کی طرف جاتا ہوں کہ وَجْہُ اللّٰہ میں محو ہونے والے کون لوگ ہیں؟ وہ وہی لوگ ہیں جو اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے والے ہیں۔ اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے والے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس دنیا میں، اس مضمون کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس مضمون کو سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ رمضان ہمیں اس مقصد کے قریب تر کرنے والا ہو جو ہمارے بزرگوں نے جو اس مضمون کو سمجھتے ہوئے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اُس پر چلنے کے لئے جو دعائیں اور کوششیں کی تھیں، نئی نسل میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ہم بھی اپنی حالتوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ جب کوئی اپنا پیارا اور بزرگ اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس مضمون کی طرف مزید توجہ پیدا ہوتی ہے اور یقیناً ہر اُس شخص کو اس مضمون کی طرف توجہ پیدا ہونی چاہئے جس کو خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین ہے۔

گزشتہ دنوں میری والدہ کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مَیں جب بھی اُن کی زندگی پر غور کرتا ہوں، اُن کی عبادت کے معیار مجھے نمونہ نظر آتے ہیں۔ اُن کا قرآنِ کریم پر غور کرتے ہوئے گھنٹوں پڑھنا مجھے نمونہ نظر آتا ہے۔ اُن کی نمازوں میں انہماک اور مغرب کو عشاء سے جوڑنا اور پھر عشاء گھنٹوں لمبی چلنا، وہ میرے سامنے ایک نمونہ ہے۔ میری والدہ وہ تھیں جنہوں نے گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تو نہیں دیکھا لیکن ابتدائی زمانہ دیکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیار اور دعائیں حاصل کیں۔ صحابہ اور صحابیات سے فیض پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کے زمانے کے زیرِ اثر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی بیٹی اور بچوں میں دوسرے نمبر پر ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے براہِ راست فیض یاب ہونے والوں کی صحبت کا اثر اُن میں نمایاں تھا۔ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، بول چال، رکھ رکھاؤ میں ایک وقار تھا اور وقار بھی ایسا جو مومن میں نظر آنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ سے لَو لگانے کی ایک تڑپ تھی۔ اس تڑپ کا اظہار آپ نے اپنے شعروں میں بھی کیا ہے۔ مَیں یقیناً جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آپ کی نمازوں میں انہماک کو دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے شعر وادیوں میں بھٹکنے والے شاعروں کی زبان دانی اور سطحی الفاظ نہیں تھے بلکہ دل کی آواز تھی۔ ایک نظم ہے، اُس کے چند شعر میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں کہ ؎

محبت بھی، رحمت بھی، بخشش بھی تیری میں ہر آن تیری رضا چاہتی ہوں
اطاعت میں اُس کی سبھی کچھ ہی کھو کر میں مالک کا بس آسرا چاہتی ہوں
میرے خانۂ دل میں بس تو ہی تو ہو میں رحمت کی تیری رِداء چاہتی ہوں

ایک مرتبہ ایک جنازہ گزر رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ وہاں کھڑے تھے، صحابہ نے اُس مرنے والے کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ بعد میں یہ پوچھنے پر کہ کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا۔ جنت واجب ہوگئی کیونکہ جس کی نیکیوں کی لوگ تعریف کریں اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ میری والدہ کی وفات پر جو بیشمار تعزیتی خطوط آ رہے ہیں اور جن سے اُن کا براہِ راست واسطہ پڑتا رہا، سب ہی اُن کے مختلف اوصاف کی تعریف لکھ رہے ہیں۔ پس مختلف لوگوں کے یہ خطوط اور جو مَیں نے اُنہیں دیکھا ہے اُس سے امید ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس دعا کو کہ 'میں رحمت کی تیری رِداء چاہتی ہوں' قبول کرتے ہوئے اپنی مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لیا ہوگا۔

اے میرے پیارے خدا! تو میری والدہ سے وہ سلوک فرما جو اُس نے اپنی اس دعا میں تجھ سے چاہا اور ہم جو اُن کی اولاد ہیں ہمیں بھی اس مضمون کو سمجھنے والا بنا۔ ہمیں بھی اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹے رکھنا اور ہم کبھی اُن توقعات سے دور جانے والے نہ ہوں جو آپ نے اپنی اولاد سے کیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کی آئندہ نسلوں کو بھی اپنی رضا کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ کے متعلق مختصراً بعض باتوں کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا آپ حضرت مصلح موعودؓ کی سب سے بڑی بیٹی اور بچوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے بعد دوسرے نمبر پر تھیں۔ آپ حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ جو حضرت اُمّ ناصرؓ کے نام سے جانی جاتی ہیں اُن کے بطن سے اکتوبر 1911ء میں پیدا ہوئیں۔ حضرت اُم ناصرؓ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کا واقعہ بھی مختصر بیان کر دیتا ہوں۔ یہ نکاح 1902ء میں ہوا۔ حضرت اُمّ ناصر سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب وہ ہیں جن کی مالی قربانیوں کو دیکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ اب یہ مالی قربانیاں نہ بھی کریں تو جو کر چکے ہیں وہ بھی بہت ہیں۔ (ماخوذ از تقاریر جلسہ سالانہ 1926ء انوار العلوم جلد 9)

لیکن بہرحال وہ پھر بھی آخر دم تک مالی قربانیاں کرتے رہے۔ 1902ء میں نکاح ہوا تھا۔ اکتوبر 1903ء میں شادی ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت ڈاکٹر صاحب کو یہ رشتہ تجویز کیا، اس کی تحریک فرمائی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب کو لکھا کہ "اس رشتے پر محمود بھی راضی معلوم ہوتا ہے اور گو ابھی الہامی طور پر اس بارے میں کچھ معلوم نہیں...... مگر محمود کی رضامندی ایک دلیل اس بات پر ہے کہ یہ امر غالباً واللہ اعلم جنابِ الٰہی کی رضامندی کے موافق انشاء اللہ ہوگا۔ (تاریخِ احمدیت جلد چہارم صفحہ 45 مطبوعہ ربوہ۔ ایڈیشن دوم/ بار دوم)

یقیناً یہ رشتہ جنابِ الٰہی کی رضامندی سے تھا کہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی رِداء پہنائی۔

میری والدہ کا نکاح 2/جولائی 1934ء کو میرے والد حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے ساتھ ہوا جو حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بیٹے تھے اور ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی نکاح ہوا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسجد اقصیٰ قادیان میں ایک لمبا خطبہ ارشاد فرمایا۔ ان ہر دو نکاح میں پہلا نکاح حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اور دوسرا جیسا کہ مَیں نے کہا میرے والد، والدہ کا تھا۔ یہاں اُس خطبہ کے بعض حصے خاص طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ عام طور پر تو پوری جماعت کے لئے ہے، لیکن خاص طور پر خاندان حضرت مسیح موعود کے افراد کے لئے کہ اس کو سُن کر اِن کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور میری والدہ جو ہمیشہ اپنوں اور غیروں کی تربیت کے لئے کوشاں رہیں، اُن کے اعلیٰ معیار کے لئے کوشاں رہیں اُن کو بھی اس کا ثواب مل جائے کہ اُن کی وفات کی وجہ سے میری اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں کہ :

"وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:4) سے مراد ہے یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بروزِ کامل۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ اگر اُس وقت ایسا شخص مبعوث ہو چکا ہو جسے میرا وجود کہا جا سکے تو وہ اس دجال کا مقابلہ کرے گا ورنہ سوائے اس کے اور کوئی صورت نہ ہوگی کہ مسلمان اس دجال سے لڑ کر مر جائیں۔

اس عظیم الشان فتنہ کے مقابلہ کے لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی کی ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ اپیل کی ہے کہ میں یہ امید کرتا ہوں کہ جب یہ فتنہ عظیم پیدا ہوگا تو اہلِ فارس میں سے کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے جو تمام قسم کے خطرات اور مصائب کو برداشت کرتے ہوئے پھر دنیا میں ایمان قائم کر دیں گے"۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ: "مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ خالی پیشگوئی ہی نہیں بلکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک آرزو ہے۔ ایک خواہش ہے۔ ایک امید ہے۔ اور یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ خدا کا رسول ابنائے فارس سے کیا چاہتا ہے؟ اس فتنہ سے خطرات کے لحاظ سے بہت کم، نتائج کے لحاظ سے بہت کم، زمانے اور اثرات کے لحاظ سے بہت کم، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی فتنہ اُٹھا۔ صحابہ نے اُس وقت جو نمونہ دکھایا وہ تاریخ کی کتابوں میں آج تک لکھا ہے"۔ (اور پھر آپ نے اُس کی تفصیل بیان

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921

فرمائی کہ صحابہ نے کیا نمونہ دکھایا، کس طرح اُنہوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔) پھر حضرت مصلح موعود آگے جا کر اُس جنگ کا ذکر کرتے ہیں جو فتح مکہ کے بعد ہوئی اور جس میں نومسلم بھی شامل ہوئے تھے اور اُن کو اپنی تعداد پر بڑا زُعم اور بھروسہ تھا، اُس پر تکبر کر رہے تھے لیکن کفار کے تیروں کی جب بارش پڑی ہے تو اُس کے آگے ٹھہر نہ سکے اور اُن نومبائعین کی کمزوری ایمان کی وجہ سے یا ٹریننگ نہ ہونے کی وجہ سے جب اُن سب کے گھوڑے بِدکے ہیں تو اُنہوں نے جو پرانے صحابہ تھے اُن کے صفوں میں بھی بے ترتیبی پیدا کر دی، کھلبلی مچادی، جس کی وجہ سے اُن کے گھوڑے بھی بِدکنے لگے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف دس بارہ صحابہ رہ گئے۔ تب صحابہ کو بلکہ خاص طور پر انصار کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو کہہ کر یہ اعلان کروایا کہ انصار! خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے۔ اُس وقت جب ان سب کے گھوڑے بدک رہے تھے اور باوجود موڑنے کے نہیں مڑ رہے تھے، صحابہ کہتے ہیں کہ ہم اتنی زور سے اُس کی لگامیں کھینچتے تھے کہ اُن کی گردنیں مُڑ کے پیچھے لگ جاتی تھیں لیکن اُس کے باوجود جب ڈھیلی چھوڑو پھر گھوڑے واپسی کی طرف دوڑتے تھے تو اُس وقت جب یہ اعلان ہوا کہ خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے تو صحابہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسا لگا جیسے ہمارے جسموں میں ایک بجلی سی دوڑ گئی ہے۔ سواریوں کو قابو کرنے کی کوشش کی تو پھر بھی نہیں مڑتی تھیں، کسی کی سواری مڑ سکی تو سواری پر چڑھ کر ورنہ پھر اس آواز کے بعد اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کی گردنیں اُڑاتے ہوئے، اُن کی گردنیں کاٹ کر اور وہیں اُن کو گرا کے پیدل ہی چند منٹ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر جمع ہو گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''اُس آواز سے زیادہ شان کے ساتھ، اُس آواز سے زیادہ یقین کے ساتھ، اُس آواز سے زیادہ اعتماد کے ساتھ، اُس آواز سے زیادہ محبت کے ساتھ، اُس آواز سے زیادہ اُمید کے ساتھ خدا کے رسول نے تیرہ سو سال پہلے کہا تھا کہ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ الْفَارِسِ جب میری اُمت پر وہ وقت آئے گا کہ جب اسلام مٹ جائے گا، جب دجال کا فتنہ روئے زمین پر غالب آ جائے گا، جب ایمان مفقود ہو جائے گا، جب رات کو انسان مومن ہو گا اور صبح کافر، صبح مومن ہو گا اور شام کو کافر، اُس وقت میں اُمید کرتا ہوں کہ اہلِ فارس میں سے کچھ لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے جو پھر اس آواز پر جو میری طرف سے بلند ہوئی ہے لبیک کہیں گے۔ پھر ایمان کو ثریا سے واپس لائیں گے۔ ان الفاظ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالی ''رَجُلٌ'' نہیں کہا بلکہ ''رِجَالٌ'' کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اشاعتِ اسلام کی ذمہ داری رجلِ فارس پر ہی ختم نہیں ہو جائے گی بلکہ اُس کی اولاد پر بھی وہی ذمہ داری عائد ہو گی اور اُن سے بھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُسی چیز کی اُمید رکھتے ہیں جس کی امید آپ نے رجلِ فارس سے کی۔ یہ وہ آواز ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناامیدی کی تصویر کھینچنے کے بعد جس سے صحابہ کے رنگ اُڑ گئے اور اُن کے دل دھڑکنے لگ گئے تھے اُن کے دلوں کو ڈھارس دینے کے لئے بلند کی۔ اور یہ وہ امید و اعتماد ہے جس کا آپ نے ابنائے فارس کے متعلق اظہار کیا''۔ فرماتے ہیں کہ ''مَیں اس امانت اور ذمہ داری کو ادا کرتا ہوں اور آج ان تمام افراد کو جو رجلِ فارس کی اولاد میں سے ہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام پہنچاتا ہوں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ کی تباہی کے وقت اُمید ظاہر کی ہے کہ لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسِ اور یقین ظاہر کیا ہے کہ اس فارسی النسل موعود کی اولاد دنیا کی لالچوں، حرصوں اور ترقیات کو چھوڑ کر صرف ایک کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے گی اور وہ کام یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کا جھنڈا بلند کیا جائے۔ ایمان کو ثریا سے واپس لایا جائے اور مخلوق کو آستانہ خدا پر گرایا جائے، یہ امید ہے جو خدا کے رسول نے کی۔ اب مَیں اُن پر چھوڑتا ہوں وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟ خواہ میری اولاد ہو یا میرے بھائیوں کی، وہ اپنے دلوں میں غور کر کے اپنی فطرتوں سے دریافت کریں کہ اس آواز کے بعد اُن پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟

(ماخوذ از خطبات محمود (خطبات نکاح) جلد سوم صفحہ 342 تا 345)

اللہ کرے کہ ہم جو اُس رجل فارس سے منسوب ہونے والے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس درد بھرے پیغام کو سمجھ کر اپنی ذمہ داری ادا کرنے والے ہوں۔ ہماری اولادیں اس کی ذمہ داری ادا کرنے والی ہوں۔ ہمارے خاندان کی جو بزرگ ہستی ہم سے جُدا ہوئی ہے اُس کا جدا ہونا خاندان کے افراد کو خصوصاً اور افرادِ جماعت کو عموماً اُس اہم فریضے کی طرف توجہ دلانے والا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے سپرد فرمایا ہے جس کا اظہار کئی بار مختلف موقعوں پر آپ نے فرمایا کہ مَیں جماعت کے کیا معیار دیکھنا چاہتا ہوں۔

اپنی والدہ کی زندگی کے متفرق واقعات کا بھی مَیں ذکر کرتا ہوں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی دنیاوی اور دینی تعلیم پر اُس وقت کے حالات کے مطابق زور دیا، آپ کو پڑھایا، آپ کو ایف۔اے تک تعلیم دلوائی، پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت سیدۃ امۃ الحئی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر اظہار فرمایا تھا کہ میرے ذہن میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ایک سکیم آئی ہے اس کا عملی اظہار 17/مارچ 1925ء کو ہوا جب ایک مدرسہ کھولا گیا اور میری والدہ بھی اس مدرسہ کی ابتدائی طالبات میں سے تھیں۔ 1929ء میں اس مدرسے کی کل سات خواتین نے مولوی فاضل کا امتحان دیا اور سب کامیاب رہیں جن میں آپ بھی شامل تھیں''۔ (ماخوذ از تاریخ لجنہ۔ جلد اول صفحہ 169)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے بچوں کی آمین پر بھی ایک نظم لکھی جو دعاؤں سے پُر ہے۔ بعض بڑے بچوں کا اس میں ذکر فرمایا۔ میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کا بھی اُس میں ذکر فرمایا۔ اُن کے ذکر میں فرماتے ہیں، کہ ؎

وہ میری ناصرہ وہ نیک اختر   عقیلہ باسعادت پاک جوہر

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 265۔ مطبوعہ ربوہ۔ ایڈیشن اوّل)

(الفضل نمبر 3 جلد 19، مورخہ 7 جولائی 1931ء صفحہ 2 وکلام محمود مع فرہنگ صفحہ 206 مطبوعہ قادیان 2008)

یہ خصوصیات صرف باپ کے پیار کی وجہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نظر نہیں آئیں بلکہ میری والدہ کے ساتھ کام کرنے والیاں لجنہ اماء اللہ کی بہت ساری ممبرات ہیں، جنہوں نے لمبا عرصہ اُن کے ساتھ کام کیا ہے، وہ بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ اُن کے ساتھ ایک کام کرنے والی پرانی صدر نے لکھا کہ لجنہ کی تربیت کا بہت خیال رہتا تھا۔ اس کے لئے نئے سے نئے طریق سوچتی تھیں۔ نئی تدابیر اختیار کرتی تھیں، ہمیں بتاتی تھیں۔ یہ کوشش تھی کہ ربوہ کی ہر بچی اور ہر عورت تربیت کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہو۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ اگر پردہ کے معیار کو گرا ہوا دیکھا تو سڑک پر چلنے والی کو، عورت ہو یا لڑکی یا لڑکیوں کو اس طرح چلتے دیکھا جو کہ احمدی لڑکی کے وقار کے خلاف ہے تو وہیں پیار سے اُس کے پاس جا کر اُسے سمجھانے کی کوشش کرتیں۔ بتاتیں کہ ایک احمدی بچی کے وقار کا معیار کیا ہونا چاہئے۔ پردے کے ضمن میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تقریر کا ایک حصہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خلافت کا جو پہلا جلسہ تھا اس پر لجنہ کے جلسہ گاہ میں آپ نے جو تقریر فرمائی، اُس میں پردے کا بھی ذکر فرمایا۔ اُس ضمن میں ہماری والدہ کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''ہماری ایک باجی جان ہیں، اُن کا شروع سے ہی پردہ میں سختی کی طرف رجحان رہا ہے، کیونکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت میں جو پہلی نسل ہے اُن میں سے وہ ہیں۔ جو گھر میں مصلح موعود کو اُنہوں نے کرتے دیکھا جس طرح بچیوں کو باہر نکالتے دیکھا ایسا اُن کی فطرت میں رَچ چکا ہے کہ وہ اس عادت سے ہٹ ہی نہیں سکتیں۔ ان کے متعلق بعض ہماری بچیوں کا خیال ہے کہ

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انہیں کچھ نہ کہو۔ پاگل ہو گئے ہیں، پُرانے وقتوں کے لوگ ہیں۔ ایسی باتیں کیا ہی کرتے ہیں۔ لیکن اگلے وقت کونسے؟ مَیں تو اُن اگلے وقتوں کو جانتا ہوں، (فرماتے ہیں کہ) مَیں تو اُن اگلے وقتوں کو جانتا ہوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے وقت ہیں۔ اس لئے ان کو اگر اگلے وقتوں کا کہہ کر کسی نے کچھ کہنا ہے تو اُس کی مرضی ہے وہ جانے اور خدا کا معاملہ جانے، لیکن یہ جو میری بہن ہیں واقعۃً تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس بات پر سختی کرتی ہیں۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بر موقع جلسہ سالانہ مستورات فرمودہ 27، دسمبر 1982ء۔ بحوالہ الازھار لذوات الخمار جلد دوم حصہ اول صفحہ 8)

پھر جب لمبا عرصہ لجنہ کی صدر رہی ہیں تو یہ کوشش تھی کہ ربوہ کی پوزیشن ہمیشہ پاکستان کی تمام مجالس میں نمایاں رہے، اس کے لئے بھرپور کوشش کرتی تھیں۔ صرف نمبر لینے کے لئے نہیں، جس طرح کہ بعض صدرات کا یا ذیلی تنظیموں کے قائدین و زعماء کا کام ہوتا ہے بلکہ اس سوچ کے ساتھ کہ ربوہ میں خلیفۂ وقت کی موجودگی ہے اس لئے بھی کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ چراغ تلے اندھیرا۔ کہ خلیفہ وقت کی موجودگی کے باوجود ان کا معیار دوسروں سے نیچے ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود تھی۔

ایک لکھنے والی مجھے لکھتی ہیں کہ آپ کے فیصلے بڑے دوررَس نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔ مشورے ضرور لیتی تھیں اور ہر صاحبِ مشورہ کا بہت احترام کرتی تھیں۔ مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ مَیں بڑا عرصہ اپنے محلے کی صدر لجنہ رہی۔ تعلیم و تربیت اور علم میں اضافے کے لئے ایک یہ بھی آپ نے اپنے ہر ممبر کو کہا ہوا تھا کہ درّثمین یا کلامِ محمود سے ہر اجلاس میں دو شعر یاد کر کے آؤ۔ تو لکھتی ہیں اس سے یہ فائدہ ہوا کہ جہاں شعروں کے ذریعہ علم و عرفان اور روحانیت میں اضافہ ہوتا تھا وہاں اجتماعوں کے موقعوں پر بیت بازی میں ربوہ کی لجنہ اول آیا کرتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں خود بھی بہت شعر یاد تھے اور یقیناً مجھے بھی اس بات کا علم ہے کہ اُمی کو بہت شعر یاد تھے۔ غالباً امام صاحب کی اہلیہ نے مجھے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چند خواتین کے ساتھ جماعتی دورے پر اُنہیں بھی میری والدہ کے ساتھ غالباً سیالکوٹ کے سفر کا موقع ملا تو آپ نے کہا کہ بجائے اس کے کہ ہم بیٹھ کر اِدھر اُدھر کی باتیں کریں، گاڑی میں سفر کرتے ہوئے کار میں یا جو وین تھی، اس میں بیت بازی کرتے ہیں، سفر بھی اچھا گزر جائے گا اور ہم فضول گفتگو سے بھی بچ جائیں گے۔ تو اس

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

طرح پھر بیت بازی ہوتی رہی اور سب نے بڑا enjoy کیا۔ یہاں یہ بھی بتا تا چلوں کہ میرے والد حضرت مرزا منصور احمد صاحب کو بھی خاص طور پر درّثمین کے بہت سے شعر زبانی یاد تھے اور یہ جو درّثمین کی ایک لمبی نظم ہے ''اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار'' یہ تو مجھے لگتا تھا کہ پوری نظم یاد ہے اور سفر میں جب بھی ہم جاتے تھے بیت بازی کا مقابلہ شروع ہو جاتا تھا۔ ایک ٹیم ابا کی بن جاتی تھی ایک اُمی کی اور ہم بچوں کو بھی شوق پیدا کرنے کے لئے اپنے ساتھ ملا لیا کرتے تھے۔ اسی طرح اُمی کو قصیدہ یاد تھا۔ آخری عمر میں جب یہ محسوس کیا کہ یادداشت میں کمی ہو رہی ہے، بعض شعر یا الفاظ فوری طور پر یاد نہیں آتے تو میرے والد صاحب کی وفات کے بعد اپنی نواسیوں میں سے جو بھی ساتھ سوتی تھیں، اُسے قصیدہ والی کتاب پکڑا دیتی تھیں اور خود (زبانی) پڑھتی تھیں اور یہ روزانہ کا معمول تھا کہ ستّر اشعار والا جو قصیدہ ''یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ '' وہ مکمل ختم کر کے سوتی تھیں۔ آخر عمر تک بھی کہیں کوئی ایک آدھ مصرعہ بھول جاتی ہوں گی عموماً تمام شعر یاد تھے۔ اسی طرح مَیں نے دیکھا ہے کہ قرآنِ کریم جیسا کہ میں نے کہا، بڑے اہتمام سے غور کر کے پڑھتی تھیں۔ بسا اوقات دن کے وقت جب کام سے فارغ ہوتی تھیں، یہ نہیں کہ گھر کے کام نہیں تھے، گھر میں کام کرنے والیوں کے بھی ہاتھ بٹاتی تھیں، مختلف کاموں میں دلچسپی لیتی تھیں، لجنہ کے کام بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے تھے۔ جب کام سے فارغ ہوتی تھیں تو علاوہ اس تلاوت کے جو صبح کی نماز کے بعد کیا کرتی تھیں، دس گیارہ بجے بھی مَیں نے دیکھا ہے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ قرآن کریم پڑھ رہی ہوتی تھیں اور اُن کو غور کرتے دیکھا ہے۔ لیکن یہ بھی تھا کہ یہ عادت بالکل نہیں تھی کہ بلاوجہ اپنی علمیت کا اظہار کریں لیکن مطالعہ بڑا گہرا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ بھی گہرا تھا جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا تھا، عربی پڑھی ہوئی تھی، عربی کتب بھی پڑھ لیتی تھیں اور اچھی عربی آتی تھی۔ پھر دوسروں کے لئے ہمدردی کا جذبہ بہت تھا۔ اپنے وسائل کے لحاظ سے جس حد تک مدد ہو سکتی تھی کرتی تھیں۔ نقد بھی اور جنس کی صورت میں بھی۔ دوسروں کو بھی توجہ دلاتی تھیں کہ فلاں قابلِ مدد ہے اس کی مدد کرو۔ اس وجہ سے بعض مخیّر لوگ جن کا آپ کے ساتھ قریبی تعلق تھا وہ آپ کو ہی رقم دے دیتے تھے کہ خود ہی تقسیم کر دیں۔ ربوہ کی کیونکہ لمبا عرصہ صدر رہی ہیں اور محلوں میں جا کر وہاں اجلاسوں میں شامل ہوتی تھیں تو اس لئے مختلف محلوں کے غریبوں سے ذاتی واقفیت بھی تھی اور اُن کے حالات کا علم بھی تھا۔

چوہدری حمید اللہ صاحب نے مجھے بتایا۔ وہ لمبا عرصہ امداد گندم کمیٹی کے صدر رہے ہیں انہوں نے بتایا کہ صدر لجنہ ربوہ کی طرف سے جو سفارش امداد کی آتی تھی وہ یقین ہوتا تھا کہ مکمل تحقیق کے بعد آئی ہے اور جائز سفارش ہے۔ مزید تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی صدارت صرف انتظامی اور دفتری حد تک نہیں تھی، بلکہ لجنہ ربوہ کی صدر ہونے کے ناطے تقریباً ہر گھر سے ذاتی رابطہ بھی تھا۔ ربوہ کی لجنہ کی تنظیم پہلے مرکزی لجنہ کے زیرِ انتظام تھی۔ جنوری 1953ء میں یہ فیصلہ ہوا کہ لجنہ ربوہ کی تنظیم کو مرکز سے، مرکزی لجنہ سے علیحدہ کر دیا جائے لیکن صدر لجنہ ربوہ مرکزی عاملہ کی ممبر ہو گی۔ بہر حال اس فیصلہ کے مطابق ربوہ کے محلّہ جات کی طرف سے جب یہ رائے لی گئی کہ کس کو صدر بنایا جائے تو متفقہ طور پر صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کو صدر بنانے کی تجویز آئی۔ یہ تاریخ لجنہ میں لکھا گیا ہے۔ اور ان آراء کی روشنی میں پھر آپ کو صدر لجنہ ربوہ مقرر کیا گیا۔ غالباً 1988ء یا 89ء تک آپ صدر رہی ہیں اُس کے بعد آپ نے اپنی کمزوری صحت کی وجہ سے معذرت کی لیکن تب بھی عاملہ کے ایک ممبر کی حیثیت سے لجنہ کے کام کرتی رہی ہیں۔ غالباً سیکرٹری خدمتِ خلق رہی ہیں۔ آپ کی صدارت کے دور میں لجنہ ربوہ تقریباً ہر شعبہ میں نمایاں کارکردگی دکھاتی رہیں۔

مجھے واقف کاروں کی طرف سے تعزیت کے جو خط آ رہے ہیں اُن میں تقریباً ہر خط میں ایک بات مشترک ہے کہ جب بھی ملنے گئے بڑی خندہ پیشانی سے ملتی تھیں۔ مہمان نوازی کرتی تھیں۔ موسم کے لحاظ سے جو بھی چیز ہوتی تھی پیش کرتی تھیں۔ بچوں سے حسنِ سلوک ہوتا تھا۔ فراست اور قیافہ شناسی بھی بڑی تھی۔ چہرے دیکھ کر حالات کا اندازہ کر کے پھر حالات پوچھتیں اور دعاؤں اور نیک تدبیروں کی طرف توجہ دلاتیں۔ اولاد کی تربیت کے بارے میں بھی دعاؤں کی طرف توجہ دلاتیں۔ یہاں مہمان نوازی کا ذکر ہوا ہے تو بتا دوں کہ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ لمبا عرصہ لجنہ کی صدر رہیں۔ تو ربوہ کے مختلف محلّہ جات کی صدرات تھیں اور عاملہ ممبرات کے اجلاس بڑا لمبا عرصہ ہمارے ہی گھر میں ہوتے تھے۔ ہمارے گھر کا ایک بڑا وسیع برآمدہ تھا، پینتیس چالیس فٹ لمبا تو کم از کم ہو گا اُس میں انتظامات ہوتے تھے۔ اور اجلاس والے دن ہمیں عصر کے فوراً بعد گھر سے نکلنا پڑتا تھا کیونکہ پھر تمام کمروں کے راستے بند ہو جاتے تھے اور گھر پر لجنہ کا قبضہ ہوتا تھا۔ اگر اندر ہیں تو پھر دو گھنٹے کمرے کے اندر ہی رہنا پڑتا تھا کیونکہ راستہ کوئی نہیں۔ اور پھر یہ کہ اتنے بڑے مجمع کی عورتوں کی جو تعداد تھی ڈیڑھ دو سو عورت ہوتی تھی ان کو چائے یا شربت جو بھی موسم کے لحاظ سے ضروری چیز ہوتی تھی وہ پیش کی جاتی تھی، ساتھ کھانے کے لئے کچھ پیش ہوتا تھا۔ اور یہ سب کچھ وہ اپنے طور پر کرتی تھیں۔

مہمان نوازی کے بارہ میں میرے ایک کلاس فیلو سعید صاحب تھے انہوں نے لکھا کہ مَیں ایک دفعہ تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ایک حاجی صاحب ہوتے تھے جو کبھی کبھی آیا کرتے تھے۔ وہ آئے تو آپ صحن میں پھر رہی تھیں۔ باہر سے ہی ان کی آواز سن لی، تو میری والدہ نے مجھے آواز دی کہ جاؤ حاجی صاحب آئے ہیں۔ اُنہیں اندر بٹھاؤ اور کھانے کا وقت ہے پوچھو کہ کھانا تو نہیں کھانا؟ تو اس طرح مہمان نوازی کی طرف بہت توجہ تھی۔

دوسروں کی ہمدردی کا ذکر ہے تو ایک صاحب نے مجھے لکھا کہ اُن کے علم میں (میری والدہ کے علم میں) آیا کہ اُن کے حالات اچھے نہیں ہیں اور پھر بچوں کو بھی باہر بھجوانے کی کوشش ہے تو انہوں نے ایک دن کسی کے ہاتھ اپنی جائے نماز بھجوائی کہ اس پر مَیں نے تمہارے لئے اور تمہارے بچوں کے لئے بہت دعا کی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے سارے بچوں کے باہر جانے کا انتظام ہو جائے گا۔ اور وہ لکھتے ہیں چنانچہ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسے غیر معمولی سامان پیدا فرمائے کہ تمام کا انتظام ہو گیا اور جو ایک آدھ بچے کا نہیں تھا اسے بھی کچھ عرصہ پہلے ویزہ مل گیا۔ تو لکھنے والے لکھتے ہیں کہ اگر کہو تو دعا تو کرتے ہی ہیں لیکن ہمدردی ایسی ہے کہ بغیر کہے کہیں سے سُن لیا کہ اس کے حالات ایسے ہیں تو خاص طور پر دعا کی اور پھر پیغام بھجوایا۔

ایک دفعہ میری والدہ نے خود ذکر فرمایا۔ ایک خواب سنائی تھی، اس کا کچھ حصہ بتاتا ہوں خواب تو یاد نہیں لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے۔ اس طرح ایک دفعہ مجھے بتایا کہ جرمنی کے روشن مستقبل یعنی جرمنی میں جماعت کے روشن مستقبل کے بارے میں بھی ایک خواب میں ذکر تھا۔ اس مرتبہ جب مَیں دورہ پہ جرمنی گیا ہوں تو جماعت کے رابطے اور اثر دیکھے ہیں تو مجھے اپنی والدہ کی خواب بھی یاد آ جاتی رہی۔ خدا کرے کہ یہ روشن مستقبل کی طرف قدم ہو اور راستے کھلتے چلے جائیں۔

اُمّی کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ چندوں کا حساب بڑی باقاعدگی سے رکھا کرتی تھیں۔ جائیداد سے جو بھی آمد ہوتی تھی پہلے چندہ وصیت اور جلسہ سالانہ پورا حساب سے، تحریکِ جدید، وقفِ جدید جو بھی وعدے ہوتے تھے اور اس کے علاوہ مختلف تحریکات میں اُن کا جو بھی حصہ ہوتا تھا، اُن کی ادائیگی کرتی تھیں اور جب تک مَیں وہاں رہا ہوں یہ چندوں کی ادائیگی کا حساب مجھ سے کروایا کرتی تھیں۔ ادائیگی مجھ سے کروایا کرتی تھیں اور بار بار پوچھتی تھیں کہ حساب صحیح ہو کہیں کم ادائیگی نہ ہو جائے۔ بڑی فکر رہتی تھی۔ اُن کی مختلف جائیدادوں سے متفرق آمدنیاں تھیں، بعض دفعہ حساب میں اگر کہیں غلط فہمی ہو گئی اور جب بھی اُن کو دوبارہ حساب کر کے کہا کہ اس میں مزید اتنا چندہ ادا کرنا ہے تو فوراً ادا کر دیا کرتی تھیں۔ اور اسی طرح چندہ مجلس عام طور پر اس میں لوگ سستی دکھا جاتے ہیں اُس کو بھی اپنی جو آمد تھی اس کے مطابق باقاعدہ دیا کرتی تھیں اور میرا خیال ہے شاید اس آمد کے حساب سے سب سے زیادہ ادائیگی اُنہی کی طرف سے ہوتی ہو کیونکہ بڑی باریکی میں جا کے حساب کیا کرتی تھیں۔

ڈاکٹر نوری صاحب نے مجھے تعزیت کا خط لکھا تو اس میں اُن کا ایک خط بھجوایا۔ 1999ء میں جب مَیں جیل گیا ہوں تو نوری صاحب نے جیل سے میری رہائی کے بعد ان کو جب مبارکباد کا خط لکھا تو اس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ:

عزیزم نوری! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کہ آپ کا خط ملا جس پر عزیزم مسرور کی بخیریت واپسی پر خوشی کا اظہار تھا۔ خدا تعالیٰ نے بہت فضل کیا ورنہ دشمنوں کے منصوبے تو بہت خطرناک تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا۔ جتنا بھی شکر کریں، کم ہے۔ قریباً ربوہ کے ہر فرد نے اور ربوہ سے باہر بھی لوگوں نے بہت دردمندانہ دعائیں کیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن کی دعاؤں کو قبول فرمایا۔ الحمدللّٰہ ثم الحمدللّٰہ۔ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔

تو یہ بھی اُن کی عاجزی ہے اور شکرانے کا بہت بڑا اظہار ہے کہ ماں کے ناطے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں نے بھی بہت دعائیں کیں۔ یقیناً میرے لئے بہت دعائیں کی ہوں گی لیکن جماعت کے افراد کی دعاؤں کو بہت اہمیت دی۔ اور پھر صرف دعا میں خودغرضی نہیں دکھائی، یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ میری یا میرے بچوں کی حفاظت فرمائے بلکہ لکھا کہ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

تو یہ وہ خوبی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہے۔ اور جس کا اظہار آپ نے اس اعلیٰ تربیت کی وجہ سے کیا جو آپ کی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں سے ہوئی۔

آپ کے حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ بھی بہت سے واقعات ہیں جو طوالت کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتے۔ آپ کے انٹرویو بھی آ گئے ہیں، جنہوں نے سننا ہے اُس میں بھی سن لیں گے یا پڑھ لیں گے۔ آپ کی طبیعت میں اپنے اوپر بڑا ضبط اور کنٹرول تھا، لیکن میرے بیٹے نے بتایا کہ دو تین سال پہلے جب وہاں وہ گیا ہے تو میرے ذکر پر بڑی جذباتی ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی تمام دعائیں میرے لئے اور میرے بہن بھائیوں کے لئے اور ہماری اولادوں کے لئے پوری فرمائے۔

خلافت کے بعد میرے ساتھ تعلق میں ایک اور رنگ ہی آ گیا تھا۔ جب بھی فون پر بات ہوتی تھی تو مَیں اس کو محسوس کرتا تھا۔ جب دورے پر جانے سے پہلے فون کرتا تھا، اُن کو میری حالت کا پتہ تھا۔ ماں سے زیادہ تو کوئی نہیں جانتا، میرے انداز کا بھی پتہ تھا کہ بات مختصر کرتا ہوں، تھوڑی کرتا ہوں، کم بولتا ہوں۔ تو ہمیشہ یہی کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان میں تمہاری تقریروں میں برکت ڈالے اور خاص طور پر یہ کہتیں کہ مَیں نفل بھی پڑھ رہی ہوں اور ہر نماز پر کم از کم ایک سجدہ میں دعا بھی کرتی تھی، لیکن جب 2005ء میں قادیان میں خلافت کے بعد میری پہلی دفعہ ملاقات ہوئی ہے اُن سے تو میرے لئے ایک عجیب صورتحال

تھی، ایک عجیب انوکھا تجربہ تھا۔ خلافت سے وہ تعلق جو مَیں نے اُن کی آنکھوں میں پہلے خلفاء کے لئے دیکھا تھا وہ میرے لئے بھی تھا۔ وہ بیٹے کا تعلق نہیں تھا وہ خلافت کا تعلق تھا جس میں عزت و احترام تھا۔ عزیزم ڈاکٹر ابراہیم منیب صاحب جو میر محمود صاحب کے بیٹے ہیں اُنہوں نے، اُن کا وہاں انٹرویو بھی لیا۔ مختلف پرانی باتوں کا انٹرویو لیا اُس میں میرا بھی ذکر آ گیا۔ انہوں نے بتایا بلکہ مجھے کیسٹ بھیجی ہے، اُس میں اُن کو وہاں ریکارڈ کروایا اور میرے متعلق بتایا کہ مَیں اب عزت و احترام اس لئے کرتی ہوں کہ وہ خلیفۂ وقت ہے۔ میری پیاری والدہ نے دین کے رشتے کو ہر رشتے پر مقدم رکھا۔ یہاں بھی خلافت کا رشتہ بیٹے کے رشتے پر حاوی ہو گیا۔ جب ملنے جاتا تو ان کی آنکھوں میں ایک خوشی اور چمک ہوتی تھی۔ چہرے پر خوشی پھوٹ رہی ہوتی تھی۔ قادیان میں جو دن گزرے اُس عرصے کے دوران جلسے کی مصروفیات سے جتنا وقت مجھے ملتا تھا مَیں جاتا تھا تو پیار کرتیں اور ساتھ بٹھا کر کافی دیر تک باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ لیکن قادیان کا یہ عرصہ صرف پندرہ دن کا تھا۔ آخر میں بھی جب رخصت ہوئی ہیں۔ وہاں سے پہلے پاکستان واپس چلی گئی تھیں تو دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوئیں۔ ڈاکٹر فرخ یہ بھی میر محمود احمد صاحب کے بیٹے ہیں (چھوٹے بیٹے) انہوں نے مجھے لکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات پر جب مَیں گیا اور مَیں نے تعزیت کی تو نصیحت کی اور دعا کی تحریک کی، ساتھ یہ فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ جو بھی نیا خلیفہ ہے اُس کی بیعت کی توفیق ملے اور جذباتی وابستگی اور تعلق بھی اُس سے پیدا ہو جائے۔ پس اُن کا تعلق خلافت سے تھا جس کے لئے دعا بھی کی اور نصیحت بھی کی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

واقعات تو بہت ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا۔ آخر میں ایک بات مَیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

1913ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الفضل جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت اُم ناصر صاحبہ نے ابتدائی سرمایہ کے طور پر اپنا کچھ زیور پیش کیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اُس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو (یہ بھی ایک عاجزی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی) جو اُس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا، آپ نے اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں اُن کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں، اُن میں سے ایک تو اُن کے اپنے کڑے تھے (سونے کے)، اور دوسرے اُن کے بچپن کے کڑے سونے کے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے، مَیں زیورات کو لے کر اُسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے" اور اُس سے پھر یہ اخبار الفضل جاری ہوا"۔

(الفضل نمبر 1 جلد 12 مورخہ 4 جولائی 1924ء صفحہ 4 کالم 3)

قارئین الفضل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے ہوئے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ الفضل کے اجراء میں گو بیشک شعور رکھتے ہوئے تو نہیں لیکن اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ نے بھی حصہ لیا، اور یہ الفضل جو ہے آج انٹرنیشنل الفضل کی صورت میں بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور اُن کی دعائیں ہمیشہ ہمیں پہنچتی رہیں۔

ابھی نمازِ جمعہ کے بعد انشاء اللہ اُن کا نمازِ جنازہ بھی غائب پڑھاؤں گا۔ اس کے علاوہ اور جنازے بھی ہیں ایک جنازہ چوہدری نذیر احمد صاحب کا ہوگا، یہ گورنمنٹ سروس میں رہے اور 1981ء میں وہاں سے جب ریٹائر ہوئے تو انہوں نے وقف کیا، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اُنہیں نائب ناظر زراعت اور نائب وکیل الزراعت لگایا۔ اور ایک لمبا عرصہ 2003ء تک اس خدمت پر وہ مامور رہے، بڑی اچھی طرح خدمت کرتے رہے، بڑی عاجزی سے اور بڑی محنت سے انہوں نے کام کیا۔ افریقہ کے بعض ممالک میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اُن کو بھجوایا۔ میرے ساتھ بھی سندھ کی زمینوں کی وجہ سے اُن کا بڑا تعلق رہا۔ نہایت عاجز انسان تھے اور بڑا اعزت و احترام کیا کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ عمر میں مجھ سے کئی سال بڑے تھے، بڑے احترام سے پیش آتے تھے۔ اور جب یہ کالج میں پڑھتے تھے تو اس وقت کالج میں چھٹیوں کے دوران حضرت مولوی شیر علی صاحب کے ساتھ انہوں نے ترجمہ قرآن انگریزی میں بھی مدد کی ہے اور اس طرح ان کا قرآنِ کریم کے ترجمہ میں بھی حصہ ہے۔ ان کے دو بیٹے ہیں، ایک بیٹی ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن سب کو صبر عطا فرمائے۔ اور چوہدری صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بارہ میں لکھا ہے کہ جوانی سے ہی ان کو، باقاعدہ تہجد کی عادت تھی، یہ تو مَیں نے بھی دیکھا ہے کہ انہوں نے جب بھی میرے ساتھ سفر کیا ہے، تو تین بجے رات کو یا جو بھی وقت ہوتا تھا تہجد کے لئے اُٹھتے اور بڑے انہماک سے، بڑے خشوع سے تہجد پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ ان کے خاندان میں ان کی اس نیکی کی وجہ سے صوفی نذیر احمد کے نام سے مشہور تھے۔ یا بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والے چوہدری صاحب کہلایا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اس کے علاوہ ایک جنازہ مکرم مرزا رفیق احمد صاحب کا ہے یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے، ان کی بھی چار پانچ دن پہلے وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی جماعتی خدمات تو ایسی کوئی نہیں ہے لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ اللہ کے فضل سے ان سب کا خلافت سے بڑا وفا کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی صبر دے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں۔

مَیں ابھی انشاء اللہ نمازِ جمعہ کے بعد ان سب کے جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

بقیہ:نماز جنازہ از صفحہ نمبر 4

تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم منصور احمد صاحب چٹھہ مربی سلسلہ جوہر ٹاؤن لاہور کی خوش دامن تھیں۔

(17) مکرم عبدالسلام السید مبارک صاحب (آف مصر)

29/جولائی بروز جمعہ 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 2008ء میں بیعت کی۔ جھوٹ سے شدید نفرت اور غضِ بصر کی صفات کے حامل نیک اور پاک سیرت انسان تھے۔ حافظِ قرآن تھے۔ خود پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن اپنے بیٹے مکرم فتحی عبدالسلام صاحب کو الازھر سے تعلیم دلوائی جو اَب MTA کے عربی پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں۔ مرحوم کو ایم ٹی اے سے خاص محبت تھے اور وفات تک بہت شوق سے دیکھا کرتے تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6/اگست 2011ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن کے احاطہ میں قبل از نمازِ ظہر عزیزم روشان صبیح احمد (ابن مکرم مشہود احمد قمر صاحب آف دبئی) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ عزیزم 28/جولائی کو 3 سال کی عمر میں حادثاتی طور پر وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب مرحوم (سابق پریس سیکرٹری) کے پوتے اور مکرم مسرور احمد صاحب سیکرٹری وقفِ نو یوکے کے بھتیجے تھے۔

نماز جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم مولوی محمد نعمان صاحب (آف قادیان)

12/جون کو جرمنی میں 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1961ء میں ایک رؤیا کی بناء پر احمدیت قبول کی۔ خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ صدر انجمن کے کارکن کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ مرحوم کا بیٹا تعلیم الاسلام ہائی سکول میں جبکہ بیٹی نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں ٹیچر ہیں۔ مرحوم نہایت مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(2) مکرمہ عشرت بانو صاحبہ (زوجہ مکرم مولوی محمد نعمان صاحب آف قادیان)

12/جولائی کو اپنے میاں کی وفات کے ایک ماہ بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ کے والد مکرم معین الدین خان صاحب نے 1939ء میں خلافت جوبلی کے موقعہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

(3) مکرم فیض احمد صاحب (ابن مکرم فتح محمد صاحب نان بائی درویش قادیان)

28/جون کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم لمبا عرصہ لنگر خانہ اور بورڈنگ جامعہ احمدیہ میں باورچی کے طور پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

(4) مکرم افتخار احمد صاحب (آف حیدر آباد دکن۔ انڈیا)

گزشتہ دنوں کینسر کے مرض میں مبتلا رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم مخلص اور صابر شاکر انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا ہے۔

(5) مکرم مبارک احمد صاحب (ابن مکرم غلام محمد صاحب آف کھاریاں)

14/مئی کو بس دھماکہ کے نتیجہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم شریفانہ صفات کے حامل نیک انسان تھے۔

(6) مکرم بریگیڈیر (ر) ملک اعجاز احمد صاحب (آف کراچی)

11/جون کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت ملک علی محمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے جو سورج چاند گرہن کا نشان دیکھ کر احمدی ہوئے تھے۔ 1974ء میں جماعتی مخالفت کی بناء پر ریٹائرمنٹ لے لی۔ سالہا سال نائب امیر کراچی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ پابند صوم و صلوٰۃ اور دعا گو نیک انسان تھے۔ خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار نہایت فراخدل، خوش خُلق اور بہترین داعی الی اللہ تھے۔ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(7) مکرم مبارک احمد ملک صاحب

18/جولائی کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ خلافت سے گہرا لگاؤ تھا اور نظام جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ آپ غریبوں کے ہمدرد اور بکثرت صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(8) مکرم چوہدری محمد الدین وینس صاحب (آف نیویارک)

30/جون کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے 18 سال کی عمر میں خود بیعت کی۔ قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ بہت سے صحابہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ آپ تہجد گزار، صوم و صلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور نیک انسان تھے۔ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ آمین

جماعت احمدیہ اٹلی کے پانچویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رانا ظہیر احمد۔ ناظم رپورٹنگ ۔اٹلی)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ جماعت احمدیہ اٹلی کو اپنا پانچواں جلسہ سالانہ مورخہ 18,اور 19 جون 2011ء کو اپنے مشن ہاؤس سان پیٹروان کازالے (san pietro in casale) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

حسب روایت جلسہ کی تیاری کا آغاز کافی دن پہلے سے ہی کر دیا گیا تھا۔مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب جماعت نے وقارعمل میں حصہ لیا۔جلسہ کے لئے مردوں کے لئے انتظام مارکی میں اور مستورات کے لئے ہال میں کیا گیا تھا۔جلسہ گاہ اور سٹیج کو رنگ برنگے بینروں اور جنڈھیوں سے سجایا گیا تھا۔

ہفتہ کی صبح کو بعد از نماز فجر مکرم ومحترم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ سوئٹزرلینڈ واٹلی نے درس قرآن کریم دیا جو کہ بذریعہ انٹرنیٹ نشر کیا گیا۔اٹلی اور سوئٹزرلینڈ سے متعدد احباب نے یہ درس سنا۔

جلسہ کا آغاز پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا،مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ سوئٹزرلینڈ و اٹلی جن کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اپنا نمائندہ خصوصی بنا کر بھیجا تھا نے جماعت کا جبکہ مکرم عبدالفاطر ملک صاحب صدر جماعت احمدیہ اٹلی نے اٹلی کا پرچم لہرایا۔اس کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب نے دعا کروائی۔

جلسہ کا باقاعدہ آغاز مکرم عبدالفاطر ملک صاحب صدر جماعت احمدیہ اٹلی کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور اس کا ترجمہ اٹالین اور اردو میں پیش کیا گیا۔تلاوت کے بعد نظم پڑھی گئی۔

اس کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ اٹلی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔

حضور انور نے اپنے پیغام میں احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے اس جلسہ سالانہ کے مبارک ہونے کی دعا فرمائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح جماعت کے احباب کے سامنے رکھتے ہوئے فرمایا: کہ "پس اپنے اخلاق اور اعمال میں ترقی کریں۔نری باتوں سے کچھ فائدہ نہیں۔فتح کے لیے تقویٰ کی ضرورت ہے۔فتح چاہتے ہیں تو متقی بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض حاصل ہو"۔

اس کے بعد مکرم شاہد خلیل صاحب نے ''اسلام کی ترقی اور ہماری مالی ذمہ داریاں'' مکرم الحاج ابراہیم نیر صاحب نے ''خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات'' کے موضوع پر تقریر کی اور دو عرب بچوں نے اپنے مخصوص عربی انداز میں قصیدہ پڑھا۔

اس کے بعد افریقن دوست جن کا تعلق گھانا سے ہے انہوں نے اپنے دلنشین انداز میں اپنا مخصوص ترانہ گایا۔

اس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔کھانے کے بعد نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ کے دوسرے اجلاس کا آغاز مکرم آفتاب احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ اٹلی کی صدارت میں ہوا۔تلاوت قرآن کریم مع اٹالین و اردو ترجمہ کے بعد نظم پڑھی گئی۔اس کے بعد مکرم لقمان ادرابیو صاحب نے ''بدنظمی،اثرات اور اسباب'' مکرم رانا نصیر احمد صاحب نے ''حضرت مسیح موعودؑ کا اسلوب جہاد'' اور مکرم اصغر علی صاحب نے ''اسلام پر خواتین کے حوالے سے اعتراضات'' کے موضوعات پر تقاریر کیں۔

اس کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔سوالات کا جواب مکرم صداقت احمد صاحب مربی سلسلہ نے اپنے مخصوص انداز میں دیا۔جلسہ میں چند اٹالین خواتین بھی شامل تھیں۔انہوں نے بھی اسلام کے حوالے سے کچھ سوالات کئے،جن کے مربی صاحب نے مدلل جوابات دیئے۔مکرم عبدالفاطر ملک صاحب نے ان سوالات کا اٹالین میں رواں ترجمہ کیا۔یہ محفل اتنی کامیاب رہی کہ چار گھنٹے جاری رہنے کے باوجود احباب سوالات کرنے کی خواہش ظاہر کر رہے تھے۔

مجلس سوال وجواب کے بعد کھانا پیش کیا گیا اور اس کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد اور درس قرآن کریم سے کیا گیا۔ناشتہ کے بعد بک اسٹال کا آغاز کیا گیا جس میں احباب جماعت نے کافی دلچسپی سے شرکت کی۔

جلسہ کے تیسرے اجلاس کا آغاز مکرم لقمان ادرابیو صاحب کی زیر صدارت ہوا۔تلاوت قرآن کریم مع اردو اور اٹالین ترجمے کے ساتھ کی گئی اور اس کے بعد نظم پڑھی گئی۔نظم کے بعد مکرم بشیر الدین توماسی صاحب نے ''حکمت کے ساتھ خدا کی طرف بلانا'' اور مکرم آفتاب احمد صاحب نے ''اسلام ۔دنیا میں امن کی آخری امید'' کے موضوعات پر تقاریر کیں۔مکرم مصطفیٰ شافا کی صاحب نے اس قدر خوبصورت انداز اور رقت سے قصیدہ پڑھا کہ اکثر احباب جماعت کی آنکھوں میں فرط جذبات سے آنسو آ گئے۔

اس کے بعد نومبائعین نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کو حقیقی اسلام یعنی احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔اور حقیقت میں احمدیت ہی نجات کا ذریعہ ہے۔اس کے بعد کھانا اور نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔

جلسہ کا چوتھا اور آخری اجلاس مکرم صداقت احمد صاحب نمائندہ خصوصی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں ہوا۔تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جلسہ کے آخری اجلاس میں نزدیکی میونسپلٹی Comune di Galliera کی میئر بھی شامل تھیں۔ان کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ جب حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا پہلا اور تاریخی دورہ اٹلی 2010ء فرمایا تھا تو اس وقت یہ اور ان کی میونسپلٹی کی انتظامیہ کے چند رکن اپنی ایک اہم میٹنگ کو ملتوی کر کے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرف ملاقات کے لئے آئی تھیں۔انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ پہلے بھی یہاں آچکی ہیں اور یہ کہ آپ کا موٹو ''محبت سب سے ،نفرت کسی سے نہیں'' بہت عظیم ہے اور ان کو بہت پسند ہے۔محترمہ میئر صاحبہ اپنی مختصر تقریر کے بعد لجنہ کی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئیں اور وہاں دو گھنٹے سے زیادہ قیام کیا اور جلسہ کے اختتام تک رکی رہیں۔

آخر میں مکرم صداقت احمد صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔

آپ نے احباب جماعت کو نصائح کرتے ہوئے کہا کہ آپ پر احمدیت کے حوالے سے جو ذمہ داریاں ہیں ان کو سمجھیں اور ان کو صحیح معنوں میں پورا کریں۔مکرم مربی صاحب نے اپنے خطاب کا اختتام اس دعا سے کیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

اجتماعی دعا کے بعد بابرکت جلسہ کا اختتام ہوا۔ الحمد للہ۔جلسہ میں کل حاضری 278 تھی۔جن میں لجنہ کی حاضری 110 تھی۔اس کے علاوہ سویڈن اور سوئٹزرلینڈ سے بھی کچھ احباب جماعت آئے ہوئے تھے۔الحمد للہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کے حقیقی اغراض ومقاصد پر عمل کرنے کی توفیق دے اور حقیقی اسلام یعنی احمدیت کو ساری دنیا پر غلبہ عطا فرمائے۔آمین۔

زیمبیا کے سنٹرل پروانس میں مسجد کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ :طاہر احمد سیفی۔ مبلغ سلسلہ زیمبیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ زیمبیا کو سنٹرل پراونس کے ایک علاقہ ننگوما (Nangoma) میں مسجد کی تعمیر مکمل کرنے کی توفیق ملی۔اس علاقہ میں محمد نامی ایک شخص 1971ء میں موزمبیق سے ہجرت کر کے آیا اور اس کی شدید خواہش تھی کہ اس علاقہ میں اسلام کا پیغام پھیلے۔چنانچہ اس نیت سے اس نے وہاں پر ایک کچی مسجد بنائی۔اس مسجد کی وجہ سے انڈین مسلمانوں اور تبلیغی جماعت والوں نے بھی اس کے پاس آنا شروع کیا اور وعدہ کیا کہ وہاں ایک پکی مسجد بنائیں گے۔اس مسجد کے انتظار میں اس شخص کی وفات تک کوئی پکی مسجد نہ بن سکی اور جو مسجد انہوں نے بنائی تھی وہ بھی بارشوں کی وجہ سے منہدم ہوگئی۔اب اس جگہ پر اس کی دو بیویاں اور ان کے بچے رہتے ہیں۔اس کی ایک بیوی نے ہمیں بتایا کہ ہم بہت دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے شوہر کی خواہش کو پورا کر دے۔ایک رات خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک روشنی آئی ہے جس نے اس سارے علاقہ کو روشن کر دیا ہے۔

اپریل 2009ء میں اس علاقہ میں احمدیت کا نفوذ ہوا اور آٹھ افراد نے بیعت کر کے احمدیت قبول کی تو ایک گھر میں نماز سینٹر بنایا گیا۔لیکن نمازیوں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے مسجد کی تعمیر کی ضرورت محسوس ہوئی۔جس کی منظوری حضور انور نے عطا فرما دی۔اور محمد صاحب کی اہلیہ نے ڈیڑھ ایکڑ زرعی اراضی مسجد کے لئے پیش کی۔اسی طرح دوسرے احمدیوں نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق مالی قربانی کی۔ خدام،انصار اور لجنہ و ناصرات نے مل کر وقارعمل کئے اور گھاس کاٹ کر جگہ کو ہموار کیا۔

مسجد کی تعمیر کا کام مئی 2010ء میں شروع کیا گیا اور اللہ کے فضل سے اپریل 2011ء کو مسجد مکمل ہوگئی۔الحمد للہ۔ اس مسجد میں 200 کے قریب افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

اس علاقہ میں اکثریت عیسائی ہے جہاں ان کا ہسپتال بھی کام کر رہا ہے۔

اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح 15/مئی 2011ء کو کیا گیا۔ اس تقریب کے موقع پر چالیس سے زائد احمدی افراد کے علاوہ دو صد سے زائد مہمانوں نے شرکت کی جن میں چیف کے نمائندگان اور حکومتی نمائندے،کونسلرز وغیرہ شامل تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔اس کے بعد ہیڈ مین نے مہمانوں کا تعارف کروایا۔مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں تمام آنے والوں کو خوش آمدید کہا اور مسجد کی تعمیر میں تعاون کرنے والے احمدی اور دوسرے احباب کا شکریہ ادا کیا اور مسجد کی تعمیر کی غرض وغایت بیان کی۔

اس کے بعد حکومتی نمائندوں نے باری باری اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔

چیف کے سیکرٹری نے کہا کہ اس مسجد کی تعمیر اس علاقہ کی ترقی میں ایک اہم پیش رفت ہے اور اس علاقہ کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہوا ہے ۔پھر انہوں نے تمام حاضرین کو ہدایت کی کہ اگر آپ کے بچے احمدیت کو قبول کرنا چاہیں تو آپ نے ان کو روکنا نہیں بلکہ قبول کرنے دینا ہے۔

حکومتی نمائندوں نے جماعت کی خدمات اور پیغام ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کو سراہا اور دعا کی درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ ہمارے ملک میں ہمیشہ امن رہے۔

تقریب کے اختتام پر سب لوگوں نے مسجد کو اندر اور باہر سے دیکھا اور جماعت احمدیہ کی کاوشوں کے حوالہ سے خوشی کا اظہار کیا اور جماعتی خدمات کو سراہا۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

بقیہ:رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 16

بلند کئے۔ بچوں اور بچیوں کے مختلف گروپس دعائیہ نظمیں ''یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی'' اور ''ہے دست قبلہ نما لا اِلٰہ الاّ اللّٰہ'' خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے۔ اور خواتین اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں اور شرف زیارت پا رہی تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا۔ استقبال کرنے والوں میں بعض جرمن مہمان بھی کھڑے تھے۔

حضور انور مسجد بیت الباقی کے افتتاح کے بعد خطاب فرما رہے ہیں

لوکل امیر فاروق احمد چیمہ صاحب اور مبلغ سلسلہ ڈاکٹر عبدالغفار صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جرمن مہمانوں کو بھی شرف مصافحہ سے نوازا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی اور پھر مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ ہی اس مسجد بیت الباقی کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔

مسجد بیت الباقی کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ تقریب

نمازوں کی ادائیگی کے بعد پانچ بج کر 25 منٹ پر افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو جرمن ترجمہ کے ساتھ ہوا۔ بعد ازاں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت کی ضروریات کے لئے دو سال قبل یہ عمارت خریدی گئی تھی۔ یہاں ایک گروپ مسجد کی تعمیر کے خلاف تھا۔ اس وجہ سے ایک میٹنگ ٹاؤن ہال میں منعقد کی گئی جس میں کونسل کے عہدیداروں، انتظامیہ اور شہریوں نے حصہ لیا۔ یہاں جماعت کو اپنا مؤقف پیش کرنے کا موقع ملا جس کی وجہ سے مخالفت کم ہوئی۔

شہر کی کونسل اور لوکل انتظامیہ نے مسجد کی اجازت کے لئے ہماری بہت مدد کی۔ اجازت موصول ہونے کے بعد لوکل جماعت کے ممبران نے کچھ ہی دنوں میں تین لاکھ یورو کی رقم اکٹھی کر لی اور 8 فروری 2011ء کو اس عمارت کو مسجد کی شکل میں بدلنے کا کام شروع ہوا اور چار ماہ کے عرصہ میں یہ مسجد مکمل ہوگئی۔ احباب جماعت نے وقار عمل کے ذریعہ مختلف کام کر کے پچاس ہزار یورو کی رقم بچائی۔

یہ قطعہ زمین جس پر پہلے سے تعمیر شدہ عمارت موجود تھی، 9 دسمبر 2009ء میں پانچ لاکھ دس ہزار یورو کی لاگت سے خریدا گیا تھا۔ اب جو مسجد مکمل ہوئی ہے اس میں نماز پڑھنے کے لئے دو ہال ہیں۔ ایک کا سائز 160 مربع میٹر اور ایک کا 133 مربع میٹر ہے۔ ایک لائبریری ہال بھی ہے۔ بچوں کے لئے ایک علیحدہ جگہ بنائی گئی ہے۔ چھ مختلف کمرے جماعتی دفاتر کے لئے ہیں اور کچن بھی موجود ہے۔ مسجد کے میناروں کی اونچائی چھ میٹر ہے۔

Dietzenbach کے میئر کا ایڈریس

امیر صاحب جرمنی کے ایڈریس کے بعد علاقہ Dietzenbach کے میئر Juergen Ropp نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ مَیں آج اس موقعہ پر آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ موصوف نے ابتدائی فقرہ اردو زبان میں کہا جس میں سلام اور مبارکباد پیش کی۔ اور اس علاقہ کے لوگوں کی طرف سے مبارکباد دی۔

موصوف نے کہا کہ اس جگہ مسجد بنانا اتنا آسان نہ تھا۔ ہم سب بہت مشکل سے گزرے ہیں۔ شہریوں کے خوف کو ہم نے ختم کیا ہے۔ اور آج یہ مسجد بنانا صرف اس لئے ممکن ہوا ہے کہ جرمنی سب کو مذہبی آزادی دیتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ممبران 1978ء سے اس علاقہ میں آباد ہیں اور اس شہر میں بڑے پُرامن طریق سے رہتے ہیں۔

میئر نے مزید کہا کہ یہ بات انسانی فطرت میں ہے کہ اسے انجانے اور غیر لوگوں سے خوف ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے ہم نے یہ خوف دُور کیا ہے۔ اب سب کو علم ہے کہ جماعت احمدیہ ایک پُرامن جماعت ہے۔

جماعت احمدیہ کے لوگ ہمارے شہر کی صفائی میں رضاکارانہ طور پر حصہ لیتے ہیں اور شجرکاری میں بھی حصہ لیتے ہیں اور اس شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ آج مجھے بہت خوشی ہے کہ مَیں مسجد کے افتتاح میں شامل ہوں۔ آج بھی جو درخت لگایا جائے گا وہ شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے والا ہوگا۔ آخر میں، مَیں پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ڈیٹزن باخ شہر کی طرف سے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں تحفہ پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ میئر نے حضور انور کی خدمت میں اپنے شہر کی طرف سے تحفہ پیش کیا۔

پارلیمنٹ کی ممبر Mrs. Uta Zapf کا ایڈریس

میئر کے اس ایڈریس کے بعد جرمن پارلیمنٹ کی ممبر Mrs. Uta Zapf نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے تمام احمدی احباب کو مسجد کے افتتاح کے موقع پر مبارکباد پیش کی اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ مَیں جماعت کی تاریخ کو اچھی طرح جانتی ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ کس قدر ظلم وستم احمدیوں پر پاکستان میں کیا جاتا ہے۔ موصوفہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اب احمدیوں کو Dietzenbach میں ایک نیا وطن مل جائے۔

موصوفہ نے کہا کہ آج آپ سب کو بہت خوشی ہوگی کہ خلیفۃ المسیح یہاں کی مسجد کے افتتاح کے لئے موجود ہیں۔ مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ شہر کی انتظامیہ نے مسجد کی راہ میں حائل مشکلات کو دُور کیا ہے۔

موصوفہ نے جماعت احمدیہ کے ماٹو ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک ایسا اصول ہے کہ سب کو اپنانا چاہئے۔ اگر یہ اصول اپنایا جائے تو پوری دنیا میں امن ہو سکے گا۔

آخر پر موصوفہ نے کہا کہ میری تمنا ہے کہ آپ اس شہر میں رہیں۔ یہاں کی پُرامن فضا میں زندگی بسر کر سکیں اور آباد رہیں۔

Dietzenbach کے سابق میئر کی تقریر

ممبر پارلیمنٹ کے اس ایڈریس کے بعد Dietzenbach کے سابق میئر Zuergen Heyer نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نے کہا کہ سب سے پہلے تو مَیں آپ کو شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے اس خوبصورت مسجد کے افتتاح کے موقع پر مجھے دعوت دی اور یہاں کچھ کہنے کا موقع دیا۔

موصوف نے کہا کہ مجھے ابھی تک وہ دن یاد ہے جب 11 ستمبر 1998ء کو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ٹاؤن ہال میں استقبال کرنے کا شرف حاصل ہوا اور مجھے آج بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے یہ الفاظ یاد ہیں کہ اگر اس چھوٹے سے شہر میں امن قائم نہیں ہوسکتا تو پھر ساری دنیا میں کس طرح امن قائم کیا جا سکتا ہے۔

سابق میئر نے جماعت احمدیہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ یہاں اس شہر میں جماعت کا امن پسند اور محبت و پیار کا رویّہ لوگوں کے ڈر اور خوف کو دُور کرتا ہے۔

میئر نے بتایا کہ 1989ء میں جب مَیں میئر بنا تھا تو جماعت کا وفد میرے پاس آیا تھا اور مجھے اپنا پروگرام بتایا تھا کہ یکم جنوری نئے سال کے پہلے دن وہ کس طرح شہر کی صفائی کریں گے۔ چنانچہ اُس دن سے ہر سال یکم جنوری کو جماعت احمدیہ کے افراد شہر کی سڑکوں اور گلیوں کی صفائی کرتے ہیں (یعنی ایک رات قبل نئے سال کے شروع ہونے پر آتش بازی کے نتیجہ میں جو گند سڑکوں اور گلیوں میں پھیلتا ہے اس کو صاف کرتے ہیں) جماعت احمدیہ ایک نئے جذبے کے ساتھ نئے سال کا آغاز کرتی ہے اور شہر کو صاف رکھتی ہے۔

سابق میئر نے تمام احمدی احباب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ شہر کو صاف رکھنے میں اتنی زیادہ مدد کرتے ہیں۔

آخر پر اس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دعا دی کہ آپ لمبی اور صحت و تندرستی والی زندگی بسر کریں۔ پھر اس نے Dietzenbach کے شہریوں کے لئے دعا کی درخواست کی کہ یہ شہر ایسا ہو کہ ہم کہہ سکیں کہ ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں''۔

ایک سابق وکیل اور جج کا ایڈریس

سابق میئر کے ایڈریس کے بعد ایک سابق وکیل اور جج Horst Schafer نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف جماعت کے بہت اچھے دوست ہیں اور بہت سے اسائیلم کیسز میں انہوں نے جماعت کی غیر معمولی مدد کی ہے۔ موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ سب سے پہلے تو مَیں جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں آج مجھے بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جس کی اس وقت سب سے زیادہ مخالفت کی جاتی ہے۔ مَیں مہمانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کا اور دوسرے مسلمانوں کا کیا فرق ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ احزاب کی آیت 41 میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ''خاتم النبیین'' ہونے کا ذکر ہے۔ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ''خاتم النبیین'' سمجھتے ہیں۔ سب سے اعلیٰ اور نبیوں کا سردار اور یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی شریعت کے ہی تابع نبی آسکتا ہے۔ جبکہ دوسرے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ پس اس وجہ سے غیر احمدی مسلمان احمدیوں سے دشمنی کرتے ہیں بلکہ وہ احمدیوں سے عداوت میں اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ اپنے آئین میں بھی 1974ء میں یہ لکھ دیا ہے کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ اور یہ پاکستان کے آئین کا حصہ ہے۔

موصوف نے کہا کہ اس کے بعد ایک فوجی حکمران آیا اس نے خود آئین میں لکھا کہ احمدیوں کو اجازت نہیں کہ وہ دوسرے مسلمانوں جیسا اظہار کریں اور ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچائیں اور جو کوئی ایسا کرے گا اور مسلمانوں جیسا بنے گا اُسے تین ماہ تک قید کیا جا سکتا ہے۔ پھر 1984ء میں اُس نے قانون کو اَور سخت کر دیا اور احمدیوں کے لئے زندگی بھر قید اور سزائے موت کا قانون بنا دیا گیا اور یہ قانون آج تک پاکستان میں موجود ہے۔ ہمیں تو یہاں جرمنی میں بہت سی سہولیات حاصل ہیں لیکن پاکستان میں احمدی سخت مظالم کا نشانہ بنتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے احمدیوں کے لئے اس قانون کے تحت سزائے موت کا فیصلہ سنایا ہے کیونکہ یہ قانون پاکستان کے آئین کا حصہ ہے۔

موصوف نے کہا کہ ایک سال قبل 28 مئی 2010ء کو لاہور میں احمدیوں کی دو مساجد پر شدید حملے ہوئے اور 85 کے قریب احمدی شہید ہوئے۔ دارالذکر میں 2005ء میں مَیں بھی ہو کر آیا تھا۔

موصوف نے بتایا کہ ان مظالم اور ان شدید حملوں کے بعد جماعت احمدیہ کا ردّعمل یہ ہے کہ جماعت نے کبھی بھی کوئی بدلہ نہیں لیا۔ جماعت احمدیہ ہمیشہ امن کے ذرائع کے ساتھ اپنا پیغام دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ ان کی مساجد سے کلمہ مٹایا گیا۔ مساجد کو گرایا گیا لیکن جماعت نے اس کے مقابل پر کوئی بدلہ نہیں لیا اور جماعت میں کبھی بھی بدلہ لینے کے طور پر حملہ کرنے کا رجحان پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ پوری دنیا میں جماعت پُرامن رہی، اپنے پُرامن عقیدہ پر قائم رہی اور کوئی جارحانہ کارروائی نہیں کی۔

موصوف نے کہا کہ آج سے چالیس سال قبل جماعت کے ممبران Dietzenbach میں آئے۔ اس طرح یہاں اس شہر میں یہ ایک بہت پرانی جماعت ہے۔ اور اس جماعت نے ہمارے لئے ایک مثال قائم کی ہے کہ ڈیموکریٹک راہ پر رہتے ہوئے امن کا نمونہ پیش کیا ہے۔

جماعت احمدیہ ہمیشہ سے امن پسند ہے اور یہ جماعت ہمارے اس شہر Dietzenbach کے لئے ترقی کا باعث ہے۔ مجھے آج بہت خوشی ہو رہی ہے کہ یہاں آپ کی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔

موصوف نے سر پر جناح کیپ پہنی ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ یہ مجھے امام مسعود جہلمی صاحب مرحوم نے تحفہ دی تھی اور اس کے پہننے کا مسلمانوں میں رواج ہے اور یہ دوسروں کو عزّت کا مقام دیتی ہے۔ آج حضور انور ہمارے شہر میں تشریف لائے ہیں تو مَیں نے حضور کو عزّت دیتے ہوئے اس کو پہنا ہے۔

بعد ازاں چھ بج کر 15 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل متن پیش ہے:

خطاب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ۔ برموقع افتتاح مسجد بیت الباقی، Dietzenbach

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''میرے اس دورہ کے دوران یہ چھٹی مسجد ہے جس کا آج افتتاح ہو رہا ہے۔ چار مساجد تو باقاعدہ مسجد ہی کی طرز پر بنیادوں سے اٹھائی گئیں اور بنائی گئی ہیں، اور دو جگہیں ایسی ہیں جن میں یہ مسجد الباقی بھی شامل ہے، جہاں عمارت خرید کرا سے مسجد کی شکل میں convert کیا گیا ہے۔ مسجد کا مطلب ہے ایک ایسی جگہ جہاں آ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے، اس کو سجدہ کیا جائے۔ ایک ہو کر تمام لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوں اور

اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اس کی وحدانیت کو اپنے اوپر بھی لاگو کرنے کا عہد کریں، اپنی نسلوں میں بھی لاگو کرنے کا عہد کریں اور ماحول میں بھی اسے پھیلانے کا ایک عہد کریں۔ یہ عہد اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک خود ایک بن کر اس طرف توجہ نہ کی جائے۔ ایک دوسرے کے لیے اپنے دل پاک اور صاف نہ ہوں۔ آپس میں جماعت کے اندر بھی محبت اور پیار ہو اور جس ماحول میں رہ رہے ہیں اس کے لیے محبت اور پیار کے جذبات ہوں تا کہ جو باقی ہیں وہ بھی دیکھیں کہ یہ لوگ وہ ہیں جو خالصۃً محبت اور پیار کو پھیلانے والے ہیں اور آپ کی طرف توجہ پیدا ہو تبھی آپ خدائے واحد کا پیغام علاقہ میں پھیلا سکیں گے دنیا کو بتا سکیں گے۔ یہ بہت اہم چیز ہے اس زمانہ کے لیے۔

اگر خدا تعالیٰ کی ہستی اور وجود کا احساس ہر دل میں رہے یہ یقین ہو کہ ایک خدا ہے جو تمام طاقتوں کا مالک ہے تو انسان کبھی کسی برائی کا کسی کو نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے کہ اسلام کی تعلیم تو خوبصورت تعلیم ہے لیکن دنیا بشمول مسلمان اسے بھول چکے ہیں اور میں اس تعلیم کو دنیا میں دوبارہ روشن کر کے، زندہ کر کے دکھلانے کے لیے آیا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کو، بندہ کو، خدا تعالیٰ سے ملانا ایک بہت بڑا اہم کام ہے۔ اس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مبعوث ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان کرواؤں۔ اللہ تعالیٰ سے بندہ کا ایک تعلق پیدا کرواؤں۔ وہ تعلق پیدا کرواؤں جو آنحضرت ﷺ نے پیدا کروایا۔ وہ کیا تھا؟ وہ بدّو، وہ جنگلی لوگ، جنگلوں میں رہنے والے، تعلیم سے بے بہرہ، ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے والے، جھوٹی غیرتیں رکھنے والے، ان کو انسان بنایا پھر تعلیم یافتہ انسان بنایا، پھر باخدا انسان بنایا، اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے والا انسان بنایا۔ وہ لوگ جو خدا کو نہ ماننے والے تھے وہ ساری ساری رات خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بن گئے۔ پھر دوسرا اہم کام انسان کی دوسرے انسان کے لیے جو ذمہ داریاں ہیں، جو دوسرے انسان کے حقوق اس پر ہیں حقوق العباد ہیں ان کو ادا کرے۔ اور وہی لوگ ایثار اور قربانی میں پیش پیش تھے تو یہی ایثار اور قربانی پیدا کریں تا کہ ہم بندہ کے حقوق ادا کرسکیں۔ یہ دوسرا مقصد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا اپنی بعثت کا۔ اگر اس مقصد کو ہر احمدی اپنے سامنے رکھے تو یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ دلوں میں آپس میں رنجشیں پیدا ہوں اور علاقہ کے لوگوں میں کبھی یہ احساس پیدا ہو کہ مسلمان دہشت گرد یا دہشت پسند یا شدت پسند اور فساد پیدا کرنے والے لوگ ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم تو اس سے بھری پڑی ہے کہ اسلام امن، محبت، صلح اور آشتی کا مذہب ہے۔ پس یہ وہ چیز ہے جو ہر احمدی میں پیدا ہونی چاہیے۔

اس مسجد کا نام ''مسجد الباقی'' ہے اور ''الباقی'' اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جب ایک احمدی کی ایک انسان کی یہ سوچ ہو کہ ہمیشہ رہنے والی ذات صرف خدا تعالیٰ کی ہے، باقی جو دنیا میں آیا اس نے چلے جانا ہے اور واپس بھی اللہ تعالیٰ کے حضور لوٹنا ہے۔ تو پھر کبھی یہ احساس ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان اللہ کا حق ادا نہ کرے اور اللہ کی مخلوق کا حق ادا نہ کرے کیونکہ اسے پتہ ہے کہ جزا ملنی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملنی ہے۔ ہمیشہ سے جو ہستی ہے وہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہے اور ہمیشہ جو ہستی رہنے والی ہے وہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہے۔ پس یہ سوچ جب حقیقی مومن میں پیدا ہو جاتی ہے تو کبھی وہ یہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ اس نے کسی بھی قسم کا غلط طرز عمل اختیار کرنا ہے۔ نہ آپس کے تعلقات میں، نہ اپنے کاموں میں، نہ رزق کی کمائی میں بلکہ ہمیشہ اس کے پیش نظر تقویٰ ہوگا۔ اس رزق کا حصول ہوگا جو خدا تعالیٰ کو پسند ہو۔ اور خدا تعالیٰ کو کیا پسند ہے کہ ہمیشہ پاک اور طیب رزق کمایا جائے۔ اس لیے یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک احمدی کوئی ایسا کام کرے جو دوسروں کے حقوق غصب کر کے اپنے لیے آسانیاں پیدا کرنے والے ہوں یا اپنا رزق بڑھانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو رزق آتا ہے وہ سب سے بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ پس ایک مومن کو اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں جو کمائی کرتے ہیں یہاں جو کماتے ہیں، ان کو بھی جائز ذریعوں سے ہی دنیا کمانی چاہیے۔ کیونکہ جو ناجائز ذریعوں سے دنیا کمائی جائے گی، اس کے لیے پھر یہ نہیں ہے کہ مسجد میں آ کے جو غلط طریقے اختیار کیے گئے ہیں دنیا کمانے کے لیے اس کی معافی مانگ لی، پانچ وقت حاضر ہو گئے تو حساب صاف ہو گیا۔ بلکہ ہر وقت مومن کو خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنا ہوگا۔ پس یہ چیز ہے جو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنی چاہیے کہ اگر ہم حقیقی مومن ہیں اور یقیناً ایک احمدی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ حقیقی مومن ہو تو اس کی عبادت بھی صرف خدا تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے۔ اس کی بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے۔ اس کا اپنا رزق اور کمائی بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے اور پھر اس کا خرچ بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اپنے مال میں سے ایک حصہ جماعت کے لیے خرچ کرتی ہے۔ اور یہ مسجد بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے لوگوں نے قربانی کر کے بنائی ہے۔ پس ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ مال کو پاک کرنے کے لیے بھی اور دلوں کو پاک کرنے کے لیے بھی خدا تعالیٰ کا خوف ہمیشہ دلوں میں رہنا چاہیے۔ ذہن میں خیال رہنا چاہیے کہ وہ ہمیشہ رہنے والا خدا ہے جو اس زندگی میں بھی ہمیں پالنے والا ہے، ہمارا رب ہے اور مرنے کے بعد بھی اسی کے پاس ہم نے حاضر ہونا ہے اور وہیں ہماری جزا سزا کا فیصلہ ہونا ہے۔ اگر یہ احساس دل میں رہے گا تو ایک مومن کبھی اپنے دائرہ سے باہر نہیں نکل سکے گا۔

یہاں بات ہو رہی تھی درخت لگانے کی، ایک مقرر نے اظہار کیا ہے۔ درخت بھی اگر ہم لگا رہے ہیں تو یہ ایک ظاہری اظہار ہے اس بات کا کہ اس ماحول کو ہم خوبصورت بنانا چاہتے ہیں۔ قدرت کے حسنوں میں سے ایک حسن سبزہ اور خوبصورتی بھی ہے۔ اصل درخت تو وہ ہیں جو ہمارے دلوں میں لگے ہوئے ہیں اور لگنے چاہئیں، جس کی جڑیں گہری ہوں اور جس کی شاخیں آسمان تک پہنچتی ہوں، خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والی ہوں اور یہ درخت ہیں جو ہم نے اس علاقہ میں بھی لگانے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اور انسانوں کو خدائے واحد کی پہچان کرنے والا بنانا ہے جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ یہ فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی پہچان کروانے کے لیے آیا ہوں جس کو دنیا بھول چکی تھی۔ پس یہ بات بھی ہمیشہ ہر احمدی کو اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے کہ پہچان اس وقت تک آپ نہیں کروا سکتے جب تک آپ خود پہچان نہ کر لیں۔

اسلام بے شک یہ کہتا ہے کہ مذہب میں جبر نہیں۔ یقیناً ہر ایک کو اختیار ہے کہ جو مذہب چاہے اختیار کرے۔ لیکن ساتھ دنیا کو یہ بھی بتا دو یہ بھی پیغام دے دو کہ رشد اور ہدایت آ چکی ہے، فرق اس کا واضح ہو چکا ہے۔ اب تمہاری مرضی ہے اسے قبول کرو یا نہ کرو۔ لیکن پیار اور محبت سے نہ کہ سختی سے، پھر اپنے عملوں کے اظہار سے جو دنیا کے لیے نمونہ ہو۔ اصل چیز تو عمل ہیں جو نمونہ بنتے ہیں، اس سے دنیا کو توجہ پیدا ہوتی ہے۔

پس ہر احمدی کو ایک نمونہ بننا ہوگا اور جب مسجد بن جاتی ہے۔ یہاں سے گزرنے والے، باہر سے، منارے کو دیکھیں گے، مسجد کا نام لکھا ہوا دیکھیں گے۔ پچھلی سڑک سے آنے والے دیکھیں گے، ہمسائے دیکھیں گے، اس شہر میں

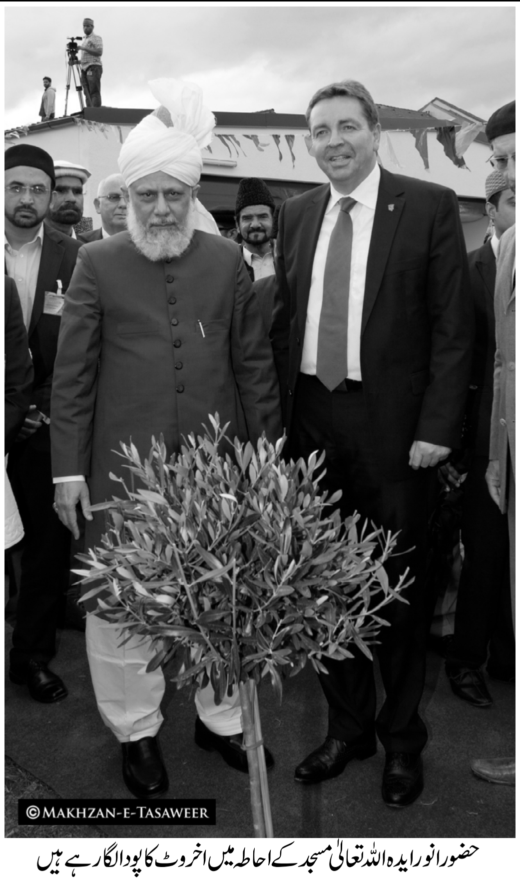

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد کے احاطہ میں اخروٹ کا پودا لگا رہے ہیں

اس کا چرچا ہوگا تو مزید توجہ پیدا ہوگی اور جب مزید توجہ پیدا ہوگی تو پھر وہ لوگ مزید گہرائی سے آپ کو دیکھنا چاہیں گے کہ جس پیغام کا یہ اظہار کر رہے ہیں آیا عملی زندگی میں اس کا اظہار بھی ہے یا نہیں۔ اگر وہ اظہار نہیں تو پھر نیک نمونہ قائم کرنے والے آپ نہیں ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے نہیں ہوں گے۔ منہ سے تو بے شک کہہ رہے ہوں گے کہ ہم اس خدا کی عبادت کرنے والے ہیں جو واحد و یگانہ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اس کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ جو دنیا میں آیا وہ فنا ہوگا۔ لیکن عملی طور پر جو اظہار آپ کا ہے وہ اس سے مختلف ہوگا۔ اگر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں ہو اور اس کی حقیقی پہچان دل میں ہو تو کبھی کوئی غلط کام انسان کر ہی نہیں سکتا۔ پس ہر احمدی کو، یہاں رہنے والے کو، اس ملک میں رہنے والے کو سوچنا چاہئے۔

یہ ان لوگوں کی بڑی بلند حوصلگی ہے، وسعت ہے حوصلہ میں کہ انہوں نے ہمارے مظلوم احمدیوں کو اپنے اندر جذب کیا۔ اب یہ ہمارا بھی فرض ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے اور وہ احسان کیا ہے کہ حقیقی تعلیم اسلام کی لوگوں پر ظاہر کریں تا کہ اسلام کے خلاف جو شکوک و شبہات ہیں لوگوں کے وہ دور ہوں۔ اور یہ سمجھ سکیں کہ حقیقت میں اسلام ایک خوبصورت مذہب ہے۔ جس میں نہ شدت پسندی ہے، نہ دوسروں کے حقوق غصب کرنا ہے، نہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچانا ہے، بلکہ یہاں تک ہمیں حکم ہے کہ دشمن سے بھی تم ناانصافی نہ کرو۔ اس کا حق دو یہ نہیں ہے کہ اگر کسی نے تمہارے ساتھ ظلم کیا ہے تو تم بھی ظلم کا جواب ظلم سے دو۔ پاکستان میں جیسے جج صاحب نے فرمایا کہ اگر ہم جواب نہیں دیتے تو اس قرآنی تعلیم کی وجہ سے نہیں دیتے کہ ظلم کا جواب ظلم نہیں ہے۔ قانون کی مدد جہاں تک حاصل کر سکتے ہو تو کرو، اور قانون جب مدد نہیں کرتا ظلم کی مدد کرتا ہے تو پھر جو ہجرت کر سکتے ہیں ہجرت کر جائیں اور یہی نتیجہ ہے کہ بہت سے احمدی ہجرت کر کے پاکستان سے نکلے۔ اور اِن لوگوں نے آپ کو جذب کر لیا تو پھر یہ پیغام بھی دینا ہے کہ ایک خوبصورت تعلیم اسلام کی یہ بھی ہے کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان۔ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اب جبکہ اس قوم نے ہمیں اپنے اندر جذب کر لیا، تو ہم اس قوم کا حصہ بن گئے ہیں۔ اس ملک سے ہمیں محبت پیدا ہو گئی ہے۔ اس ملک میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے رزق کے سامان مہیا فرمائے ہیں، اور پاک رزق کے سامان پیدا فرمائے ہیں، اس کو ہم نے ہر طرح سے فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی ہے۔ اس ملک کے باشندوں کے لیے چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہو، اس ملک کی معیشت کے لیے اس ملک کی دینی حالت کے لیے اس ملک کی عمومی حالت کے لیے اس ملک کی ترقی کے لیے، سائنسی ترقی کے لیے، معاشی ترقی کے لیے، اقتصادی ترقی کے لیے ہم نے کوشش کرنی ہے۔ ہم یہ کریں گے اور یہ کر کے دکھائیں گے تا کہ ان لوگوں کے شکوک و شبہات دور ہوں کہ ہم لوگ صرف اس لیے یہاں نہیں آئے کہ یہاں سے فائدہ اٹھائیں۔ صرف فائدہ اٹھانے نہیں آئے بلکہ جس مجبوری کے بعد آئے اب ان کا یہ حق بنتا ہے اور ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اپنے فرائض کو پوری طرح نبھائیں، ان کے حقوق ادا کریں، اور اس ملک کی ترقی اور بہتری کے لیے جو ہم سے کوشش ہو سکتی ہے ہم کریں، اور خالصۃً للہ اس وطن سے محبت کرنے والے ہوں۔

پس یہ چیزیں ہیں جو ہر احمدی اپنے سامنے رکھتا ہے اور رکھنی چاہئیں اور یہ جو پیغام ہوگا تو یقیناً اس علاقہ میں آپ احمدیت کے ایک کے بعد دوسرے پودے لگاتے چلے جائیں گے اور انشاء اللہ ایک سے دوسری جگہ جاگ لگتی چلی جائے گی۔ احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام اس ملک میں پھیلتا چلا جائے گا اور یہی ایک احمدی کی زندگی کا مقصد ہونا چاہیے اور یہی مساجد کی تعمیر اور آبادی کا مقصد ہوتا ہے اور ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ دعا کریں۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چھ بج کر 35 منٹ پر ختم ہوا۔ حضور انور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور مسجد کے بیرونی احاطہ میں تشریف لے آئے اور اخروٹ کا پودا لگایا۔ اس کے بعد میئر نے زیتون کا پودا لگایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کے ہال میں تشریف لے گئے۔ بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے اور خواتین نے اپنے پیارے آقا کی دیدار کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچیوں کو از راہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد سے ملحق دفاتر، کچن اور رہائشی حصہ کا معائنہ فرمایا اور پھر ان جرمن مہمانوں کے پاس تشریف لے آئے جو اس مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ حضور انور نے سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ یہاں تشریف لائے۔

مہمانوں کے ساتھ گفتگو

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر میئر نے بتایا کہ 32 ہزار کی آبادی کے اس شہر میں

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

تیسرا حصہ مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا ہے۔ میئر نے کہا لیکن یہاں ہمیں فرینکفرٹ کی طرح پرابلمز اور مسائل کا سامنا نہیں ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر بڑا شہر ہوگا وہاں پرابلم تو ہوں گے۔ چھوٹے شہر میں کم پرابلم ہوتے ہیں اور یہاں آپ کو سہولیات تو ساری حاصل ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر میئر نے بتایا کہ میئر کا ایک ٹرم کا عرصہ چھ سال کے لئے ہوتا ہے۔ اس کے بعد نئے انتخاب میں پھر دوبارہ منتخب ہوسکتا ہے اور بار بار ہوسکتا ہے۔ معین ٹرم کی پابندی نہیں ہے۔

ایک نمائندہ نے بتایا کہ 1961ء تک پارلیمنٹ میئر کا انتخاب کرتی تھی۔ اب 2001ء سے لوگ منتخب کرتے ہیں۔ لیکن جو ڈپٹی میئر ہوتا ہے اس کا انتخاب پارلیمنٹ کے ممبران کے مشورہ سے ہی ہوتا ہے۔ ممبران اسے منتخب کرتے ہیں۔

سٹی کونسل کے ایک ممبر نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ یہ ہمارے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آج آپ ہمارے اِس شہر میں آئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر شہر کی انتظامیہ کے ایک ممبر نے بتایا کہ یہاں اس شہر میں چھ ہزار پانچ صد کے قریب لوگ ترکی کے آباد ہیں۔ مراکش سے یہاں آنے والوں کی تعداد تین ہزار پانچ سو ہے اور دو ہزار پانچ صد کا تعلق دیگر مختلف اقوام سے ہے۔

پولیس ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ پولیس کے ایک افسر نے حضور انور کی اس شہر میں آمد پر شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ یہاں ہمیں احمدیوں سے کوئی پرابلم نہیں ہے۔ یہاں ہم voilence کے خلاف کام کرتے ہیں جو عموماً بعض نوجوانوں کی طرف سے ہوتا ہے لیکن احمدیہ کمیونٹی کی طرف سے ہمیں کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بہت پُرامن اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میری کمیونٹی کے لوگ جانتے ہیں کہ اگر وہ کوئی غلط کام کریں گے تو مَیں اس پر ایکشن لوں گا۔ اُنہیں اگر کوئی پرابلم ہو تو یہ میرے پاس آتے ہیں۔

سابق میئر نے بتایا کہ مَیں پچاس سال قبل اس علاقہ میں آیا تھا، سکول ٹیچر تھا، پھر سکول کا ڈائریکٹر بن گیا۔ پھر ممبر پارلیمنٹ بنا اور پھر میئر بنا اور 2001ء تک رہا۔ اب 65 سال میری عمر ہے۔ یہاں کی جماعت احمدیہ سے میرا پرانا تعلق ہے۔ ان سے ہمیشہ تعاون ملا ہے۔ ڈیٹزن باخ کی یادیں اب ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گی۔

آخر پر ایک بار پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ مہمانوں نے بھی نیک خواہشات کے اظہار کے ساتھ حضور انور کو الوداع کہا۔

بعد ازاں لوکل مجلس عاملہ کے ممبران اور دیگر مختلف گروپس نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس موقع پر موجود تمام احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

فیملی ملاقاتیں

ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے واپس ''بیت السبوح'' کے لئے روانہ ہوئے اور آٹھ بجے بیت السبوح میں حضور انور کی تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر میں تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج ملاقات کرنے والوں میں فرینکفرٹ اور اس ریجن کی مختلف جماعتوں کے علاوہ Dateln, Ulm Donau اور Stuttgart کی جماعتوں سے آنے والی فیملیز اور پاکستان سے آئی ہوئی فیملیز بھی شامل تھیں۔ 24 فیملیز کے 90 افراد اور 15 سنگل افراد نے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے اور ان تمام فیملیز نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بج کر 20 منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت عزیزم حسنات احمد ابن مکرم وسیم احمد صاحب کی دعوت ولیمہ کے پروگرام میں شرکت فرمائی اور اس تقریب کو رونق بخشی۔ اس کا انتظام ''بیت السبوح'' کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔

بعد ازاں نو بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

22 جون بروز بدھ 2011ء

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

فیملی ملاقاتیں

صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ملاقات کرنے والی فیملیز میں فرینکفرٹ اور اردگرد کی جماعتوں کے علاوہ ازرلون، آؤس برگ، بوخولٹ، روٹلنگٹن کی جماعتوں سے آنے والی فیملیز بھی شامل تھیں۔ اس کے علاوہ پاکستان، آسٹریلیا، سپین اور دوبئ سے آنے والی بعض فیملیز اور افراد جماعت نے بھی ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح مجموعی طور پر 49 فیملیز کے 212 افراد نے اور 17 سنگل احباب نے شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت چھوٹے بچوں کو چاکلیٹ اور تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو قلم عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت السبوح'' میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندہ برائے مذہبی آزادی پروفیسر Prof. Heiner Bielefeldt کی حضور انور سے ملاقات

آج فیملی ملاقاتوں کے دوران اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندہ برائے مذہبی آزادی Prof. Heiner Bielefeldt حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے بیت السبوح تشریف لائے۔ موصوف جرمنی میں ایرلانگن (Erlangen) یونیورسٹی میں انسانی حقوق کے پروفیسر ہیں اور جرمن انسٹیٹیوٹ برائے انسانی حقوق کے سابق ڈائریکٹر ہیں۔

بارہ بج کر پانچ منٹ پر موصوف کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات شروع ہوئی۔ موصوف نے اپنا تعارف کروایا اور بتایا کہ یونائیٹڈ نیشنز میں کام کر رہا ہوں اور یونائیٹڈ نیشن کا نمائندہ برائے آزادیٔ مذہب کی حیثیت سے ذمہ داری ادا کر رہا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت کرنے پر موصوف نے بتایا کہ ہم اپنی سالانہ میٹنگ کرتے ہیں۔ گزشتہ سال اکتوبر میں نیویارک میں ہماری ایک کانفرنس میں احمدیوں پر پاکستان میں مظالم کے بارہ میں بات ہوئی تھی اور پاکستان کے حوالہ سے رپورٹ پیش ہوئی تھی۔ ہماری ہیومن رائٹس کونسل کے ممبران انڈونیشیا اور بنگلہ دیش میں جماعت پر ہونے والے مظالم کے بارہ میں آگاہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ کی کونسل ایڈوائزری ہے، مشورہ دیتی ہے یا پالیسی میکر ہے۔ اس پر موصوف نے بتایا کہ ہم صرف حالات پر، Situation پر رپورٹ تیار کرتے ہیں اور ہیومن رائٹس کونسل میں ڈسکس کرتے ہیں۔ ہیومن رائٹس کونسل کا مرکزی دفتر جنیوا میں ہے جہاں ہماری میٹنگز ہوتی ہیں اور ہم ہائی اتھارٹیز کو اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں اور دباؤ ڈلواتے ہیں۔

ایشین ہیومن رائٹس کمیشن کے ذکر پر موصوف نے بتایا کہ یہ مختلف NGOs بھی ہمارے سورسز (Sources) میں سے ایک ہیں۔

موصوف نے تھائی لینڈ میں قید احمدی اسائلم سیکرز کے بارہ میں بہت مدد کی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ نے جو کوشش کی ہے اس پر خوشی ہوئی ہے۔ بہت اچھا کام ہوا ہے۔ اب آپ سب جماعتی حالات جانتے ہیں اور اب جو احمدی باہر آرہے ہیں ان کے حالات کا بھی آپ کو علم ہے۔ اب آپ بہتر رنگ میں کارروائی کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان میں احمدی دو طرح سے مظالم کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ایک تو پاکستانی شہری کی حیثیت سے اور دوسرے احمدی ہونے کی وجہ سے انتہائی تکلیف دہ حالات سے گزر رہے ہیں اور مظالم کا نشانہ بن رہے ہیں۔

موصوف نے بتایا کہ Right of Conversion مذہب کا بنیادی حق ہے۔ جب UNO کا دستور بن رہا تھا تو اس وقت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب جو پاکستان کے وزیر خارجہ تھے انہوں نے UNO میں سٹینڈ لیا تھا کہ مذہب کی آزادی اور Right of Conversion کو دستور میں انسان کے بنیادی حق کے طور پر شامل کیا جائے۔ چنانچہ آپ اس میں کامیاب ہوئے اور باوجود اس کے کہ اس وقت کے سعودی نمائندے نے اس کی مخالفت کی تھی۔

موصوف کے اس سوال پر کہ جماعت کے خلاف یہ شدید نفرت اور ظلم کیوں ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایمانداری ختم ہے، عدل و انصاف ختم ہے۔ اللہ کے نام پر اور مذہب کے نام پر یہ ظلم ہو رہا ہے۔ اس کی تفصیل جاننے کے لئے ہمیں چودہ سو سال قبل جانا ہوگا۔

موصوف نے کہا کہ علم کے نتیجہ میں بھی نفرت کم ہو جاتی ہے۔ علم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ محض علم سے نفرت کم نہیں ہوتی۔ خالی علم کافی نہیں۔ بہت سے علم والے ایسے ہوتے ہیں جیسے کسی جانور پر کتابیں لاد دی جائیں۔ بعض علم رکھنے والے بھی نفرت اور ظلم کرنے میں پیش پیش ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب آپ لوگ بھی Realize کر رہے ہیں کہ احمدی مظلوم ہیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ برطانیہ سے جو بعض ممبران پارلیمنٹ کا وفد ربوہ گیا تھا اُن کی تیار کردہ رپورٹ بھی موصوف کو مہیا کی جائے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا: جرمنی کو آپ جیسے لوگ ملے ہیں۔ اللہ کرے کہ باقی دنیا کو بھی ملیں جو حق کے ساتھ آواز اٹھا سکیں۔

یہ ملاقات بارہ بج کر 40 منٹ تک جاری رہی۔ بعد ازاں موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 48 فیملیز کے 243 افراد اور 27 سنگل افراد، اس طرح 270 افراد نے مجموعی طور پر حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقات کرنے والوں میں فرینکفرٹ کی جماعتوں کے علاوہ Freiberg, Winenden, Reutlingen, Nordhorn, Weiblingen, Osnabrueck, Viersen, Neuss اور Muenster سے آنے والی فیملیز بھی شامل تھیں۔ اس کے علاوہ پاکستان، بلغاریہ، بورکینا فاسو، نائیجر، برازیل اور کینیڈا سے آنے والی فیملیز اور احباب نے بھی ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سو نو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب آمین

نو بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے۔ نماز سے قبل تقریب آمین کا پروگرام ہوا جس میں 21 بچوں اور 19 بچیوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔ درج ذیل بچوں نے اس تقریب میں شرکت کی سعادت پائی:

عزیزم کاشف احمد رضا، عمران ارشاد، فائز احمد، ہارون فیصل، سید عاشر احمد، خواجہ خلیق احمد، طٰہٰ احمد، محمد دانیال الیاس، سید جہاں زیب شاہ، اطہر احمد کاہلوں، فیضان لطیف، فرہاد صدیقی، تنزیل آفتاب، عدیل احمد، مونس احمد، حارث محمود، حزقیل احمد، سجیل احمد، فرید غوری، شاہ زیب احمد اور عزیزم رغیب زبیر ڈوگر۔

درج ذیل بچیوں نے بھی اس تقریب میں شرکت کی سعادت پائی:

عزیزہ فریحہ اسلام، ماہم اعوان، بریرہ ناصر، پریسہ احمد، ایشہ نورین، جاذبہ محمود، سلمٰی اقبال، کاشفہ حمید، حمدیٰ غزل امجد، عالیہ ملک، امۃ الشافی، لبنٰی چیمہ، ثمرینہ رائے، دریشہ انور، راضیہ باجوہ، باسمہ خلعت، امۃ الکافی مبشرہ، شاہدہ نواز اور عائشہ عزیز بھٹی۔

دس بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞۞۞

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر محمد اسلم جہانگیری صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19 مارچ 2009ء میں محترم ڈاکٹر محمد اسلم جہانگیری صاحب امیر جماعت احمدیہ ہزارہ ڈویژن کی وفات کی خبر ہے جو 15 مارچ 2009ء کو ہارٹ فیل ہونے کی وجہ سے بعمر 74 سال وفات پاگئے۔ جنازہ ہری پور سے ربوہ لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مکرم ڈاکٹر محمد اسلم جہانگیری صاحب ابن مکرم محمد عرفان صاحب مانسہرہ کے رہنے والے تھے، آپ یکم اگست 1935ء کو پیدا ہوئے۔ 1971ء تا 1974ء مجلس نصرت جہاں کے تحت 3 سال تک وقف عارضی کیا اور سیرالیون میں ابتدائی ڈاکٹر کے طور پر خدمات سرانجام دیں اور وقف کی برکات سے فیضیاب ہوئے۔ جب آپ 1974ء میں واپس آئے تو حالات کی خرابی کی وجہ سے مانسہرہ سے ہری پور شفٹ کر گئے۔ لمبا عرصہ تک آپ کے گھر میں ہی پنجوقتہ نماز اور نماز جمعہ کا انتظام رہا۔ 1991ء میں آپ کو امیر جماعت ہزارہ ڈویژن کے طور پر خدمات انجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی اور تا وفات اسی عہدہ پر فائز رہے۔ آپ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن ہزارہ ڈویژن کے 2 سال سے چیپٹر کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔

آپ مہمان نواز، مرکزی وفود خاص طور پر مربیان سلسلہ، واقفین زندگی اور مرکزی نمائندگان کی بہت عزت کرتے، سفر کے دوران عزت افزائی فرماتے اور کار میں پہلی سیٹ پر جگہ دیتے اور خود پیچھے بیٹھتے۔ 1999ء میں آپ نے مسجد اور مربی ہاؤس تعمیر کروایا، جس کو ذاتی دلچسپی، محنت اور لگن سے مکمل کروایا۔ آپ دلیر، مخلص اور جماعت کی خدمت کرنے والے مفید وجود تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی اور اپنے علاقہ میں بہت معروف تھے۔ چند ماہ قبل آپ کے کلینک پر ایک لڑکے نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو محفوظ رکھا۔ گہرے زخموں کے باوجود یہ تکلیف بڑے صبر اور حوصلے سے برداشت کی۔ آپ کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19 مارچ 2009ء میں محترم ڈاکٹر محمد اسلم جہانگیری صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے محترم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری رقمطراز ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 1970ء میں جن افریقن ممالک کے دورہ پر تشریف لے گئے ان میں سیرالیون بھی شامل تھا۔ سیرالیون کے 8 روزہ دورہ کے اختتام پر فری ٹاؤن میں ایک پریس کانفرنس بلائی گئی جس میں حضورؒ نے جب یہ اعلان فرمایا کہ آئندہ ایک سال کے اندر اندر سیرالیون میں چار ہیلتھ سنٹرز اور سکول کھول دیئے جائیں گے تو مجھے یاد ہے کہ ایک صحافی نے کہا کہ آپ ایسا اعلان کر رہے ہیں جو کوئی حکومت بھی نہیں کرتی، آپ اتنے ڈاکٹرز اور اساتذہ کہاں سے لائیں گے؟ تو حضور نے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا میرے پاس ایسے ڈاکٹرز اور اساتذہ ہیں جن کو جب میں آواز دوں گا وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضور نے جب نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ میں خدمت سرانجام دینے کے لئے بلایا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک خاصی تعداد میں ڈاکٹرز اور اساتذہ نے خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کردیا جن میں ایک ڈاکٹر محمد اسلم صاحب جہانگیری بھی تھے۔

حضورؒ نے مکرم ڈاکٹر صاحب کی تقرری سیرالیون مغربی افریقہ کے لئے کی۔ چنانچہ آپ وہ پہلے ڈاکٹر تھے جو سیرالیون بمع فیملی پہنچے۔ آپ 10 مئی 1971ء کو فری ٹاؤن پہنچے۔ میں نے ائرپورٹ پر آپ کا استقبال کیا۔ پھر فری ٹاؤن میں چند ہفتے قیام کیا اور ضروری ادویات خریدیں۔ اس سے قبل فیصلہ ہو چکا تھا کہ سیرالیون میں پہلا ہیلتھ سنٹر مشرقی صوبہ کے ایک قصبہ جورو میں کھولا جائے۔ جہاں ہمارا ایک سیکنڈری سکول نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہا تھا جس کے پرنسپل مکرم مبارک احمد صاحب نذیر نے وہاں کے پیرامونٹ چیف اور دیگر اتھارٹیز سے مل کر اس ہیلتھ سنٹر کے وہاں کھولنے کے انتظامات کئے تھے۔ چنانچہ 5 جون 1971ء کو میں ڈاکٹر صاحب کو لے کر جورو گیا وہاں ہمارے استقبال کے لئے پیرامونٹ چیف کی سرکردگی میں اس علاقہ کے لوگوں کا ایک جم غفیر موجود تھا اور ایک جشن کا سماں تھا۔ اس ہیلتھ سنٹر کے افتتاح کے لئے مشرقی صوبہ کے ریذیڈنٹ منسٹر مسٹر انتھونی صاحب کو دعوت دی گئی تھی چنانچہ وہ تشریف لائے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے جس مکان میں اپنے کام کا آغاز کیا وہ مکان دو کمروں اور برآمدہ پر مشتمل ایک کچا مکان تھا جس میں نہ بجلی تھی نہ پانی کا مناسب انتظام مگر ڈاکٹر صاحب ہر قسم کی مشکل کا مقابلہ کرنے کا عزم لے کر اس میں داخل ہوئے اور کام شروع کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی لہٰذا جلد ہی اس علاقہ میں آپ مشہور ہوگئے اور تین سال تک آپ نے نہایت اخلاص کے ساتھ وہاں یہ خدمت سرانجام دی۔ اس دوران وہاں ڈاکٹر صاحب کو بعض مشکلات بھی پیش آئیں۔ رہائش کا بھی کوئی مناسب انتظام نہ تھا۔ مگر آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے سب مشکلات اور نامساعد حالات کا مقابلہ کیا اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لائے اور اس کامیاب خدمت کے بعد 1974ء میں آپ واپس پاکستان تشریف لے آئے اور ہری پور ہزارہ میں اپنی کلینک کھول لی جس میں خدا تعالیٰ نے غیرمعمولی برکت ڈالی اور آپ یہاں بھی لوگوں کے ہردلعزیز ڈاکٹر مشہور ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت سلسلہ کو قبول فرمائے۔

مکرم ڈاکٹر شیراز احمد باجوہ صاحب اور مکرمہ ڈاکٹر نورین رشید صاحبہ کی شہادت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 17 مارچ 2009ء میں محترم ڈاکٹر شیراز احمد باجوہ صاحب اور اُن کی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر نورین رشید صاحبہ کی ملتان میں شہادت کی افسوسناک خبر شائع ہوئی ہے۔

معروف آئی سپیشلسٹ محترم ڈاکٹر شیراز احمد باجوہ صاحب بعمر 37 سال اور ان کی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر نورین رشید صاحبہ بعمر 29 سال کو نامعلوم افراد نے ان کے گھر میں داخل ہوکر 14 مارچ 2009ء کو شہید کردیا تھا۔ سہ پہر تقریباً پونے تین بجے دونوں ڈاکٹر میاں بیوی اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے بعد اپنے گھر واقع واپڈا کالونی ملتان میں آئے تو کچھ ہی دیر بعد چند افراد نے گھر میں گھس کر اُن کو بے دردی اور سفاکی سے شہید کردیا۔ مکرمہ ڈاکٹر نورین صاحبہ کو ڈرائنگ روم میں ہی ہاتھ پیچھے باندھ کر اور پردے کا کپڑا اپھاڑ کر ان کے منہ میں ٹھونسا گیا اور دم گھٹنے کی وجہ سے ان کی وفات ہوگئی جبکہ ڈاکٹر شیراز صاحب کو دوسرے کمرہ میں ہاتھ پیچھے باندھنے اور منہ میں کاٹن ٹھونسنے کے بعد ان کی گردن میں رسّی ڈال کر شہید کیا گیا۔

مکرم ڈاکٹر شیراز احمد باجوہ صاحب 1972ء کو مکرم منور احمد باجوہ صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ خانپور گورنمنٹ ہائی سکول سے میٹرک پاس کیا اور تحصیل کی سطح پر اوّل پوزیشن حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے F.Sc پاس کی اور 1996ء میں قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا جس کے بعد آئی سپیشلسٹ کی ڈگری FCPS شیخ زید ہسپتال لاہور سے 2002ء میں حاصل کی۔ آپ نے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں قریباً 10 ماہ تک بطور آئی سپیشلسٹ خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران آپ کو نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن و آئی بینک کے تحت بھی خدمت کا موقع ملا۔ بوقت شہادت واپڈا ہسپتال ملتان میں ماہر امراض چشم کے طور پر کام کر رہے تھے۔ آپ کم گو، شرمیلے، خدمت دین میں آگے بڑھنے والے اور تعمیری اور مثبت سوچ کے مالک انسان تھے۔ احمدی احباب کا مفت علاج کرتے اور ہمہ وقت ان کی مدد اور تعاون کرتے۔ آپ کے حلقہ احباب میں زیادہ تر احمدی احباب تھے۔ آپ نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے۔ توکل علی اللہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کم گو ہونے کے ساتھ ساتھ آپ میں لطیف حسّ مزاح بھی تھی۔ سیدھی، سچی اور صاف بات کرتے تھے۔ ربوہ میں قیام کے دوران آپ نے نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن و آئی بینک مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی مرکزی عاملہ میں خدمات سرانجام دیں۔ ہر میٹنگ اور تحریک عطیہ چشم کے سمینارز میں شرکت کرتے۔ کارنیا کے حصول کا آپریشن اور دیگر ٹیکنیکل و میڈیکل امور کو باحسن سرانجام دیا۔ مکرمہ ڈاکٹر نورین رشید صاحبہ سے آپ کی شادی دسمبر 2004ء کو ہوئی۔

محترمہ ڈاکٹر نورین رشید صاحبہ مکرم رانا رشید احمد خانصاحب آف کوئٹہ کی بیٹی تھیں جو سینڈک میٹلز لمیٹڈ وزارت پٹرولیم و قدرتی وسائل حکومت پاکستان کے جنرل سیکرٹری (فنانس) اور کمپنی سیکرٹری ہیں۔ مکرمہ ڈاکٹر صاحبہ 26 مارچ 1980ء کو جھنگ میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم کوئٹہ میں حاصل کی۔ پہلی سے لے کر او لیول تک اوّل پوزیشن حاصل کی۔ کونوینٹ گرلز سکول کوئٹہ سے اولیول نمایاں کامیابی سے پاس کیا اور سکول کی طرف سے گولڈ میڈل دیا گیا۔ 1998ء میں ایک نجی ٹی وی چینل کی طرف سے کوئٹہ میں اینوائرمنٹ کنٹرول کے موضوع پر ہونے والے مقابلہ مضمون نویسی میں 126 شرکاء میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور اسی سلسلہ کے کراچی میں ہونے والے نیشنل مقابلہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ آپ نے قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور سے 2005ء میں ایم بی بی ایس اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا اور بوقت شہادت چلڈرن کمپلیکس ملتان میں کام کر رہی تھیں۔ آپ جملہ امراض بچگان کی ماہر سمجھی جاتی تھیں۔ آپ کو جماعتی اور دینی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ کی کتب اکثر آپ کے زیرمطالعہ ہوتیں۔

مکرم ڈاکٹر شیراز احمد باجوہ صاحب کے پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ مکرمہ ڈاکٹر نورین رشید صاحبہ کے پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی اور ایک بہن ہیں۔ دونوں میاں بیوی موصی تھے، عام قبرستان میں امانتاً تدفین کی گئی۔

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ مئی 2009ء میں ’’نالۂ فلسطین‘‘ کے عنوان سے شامل اشاعت مکرم صادق باجوہ صاحب کی نظم سے انتخاب پیش ہے:

ہائے! مظلوم لہو پھر سے ہوا ہے ارزاں
دستِ قاتل تو نہیں آہ و فغاں سے لرزاں
بستیوں شہروں کو ویران بنایا کس نے
بے گناہوں کو سرِ دار چڑھایا کس نے
ہو شکایت بھی کہاں کونسی شنوائی ہے
چپ رہیں ظلم پہ، یہ کیسی شناسائی ہے
پھر سرِ طُور کوئی جلوہ نمائی ہوگی
پھر فسوں ظلم کا ٹوٹے گا خدائی ہوگی
پھر فراعین کی غرقابی کا فرماں ہوگا
پھر بلکتے ہوئے انسانوں کا درماں ہوگا

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ۔ جون 2009ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

ہاتھ میں ہے ہمارے دُعا کا عصا، اس نئے دور کے ساحروں کے لئے
لے کے آئیں نئی رسّیاں سوٹیاں، ہے یہ پیغام جادوگروں کے لئے
یہ زمانہ ہے شدّاد و نمرود کا، دھونس کا دھاندلی اور بارود کا
کوئی فرعون ہے کوئی ہامان ہے، خوب موقعے ہیں غارت گروں کے لئے
صرف جبے عمامے ہیں مُلّا کا دیں، دل میں ذوقِ یقیں ہے نہ علم الیقیں
مسئلے بانٹتے ان کو صدیاں ہوئیں، حیف ہے ایسے سوداگروں کے لئے
ہم موحد ہیں رسمی مقلد نہیں، خود گھڑے ضابطوں کے مقید نہیں
ہم کو جکڑو نہ رسموں کی زنجیر میں، یہ تو تنکے ہیں ہم سرپھروں کے لئے
بیچ کر ہم نے خود کو خدا پا لیا، منزل گمشدہ کا پتہ پالیا
جھکنے والوں نے ہے کیا سے کیا پالیا، رفعتیں وقف ہیں عاجزوں کے لئے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

2nd September 2011 – 8th September 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 2nd September 2011

00:25	Tilawat
01:10	Eid Milan Event
01:45	Mosha'irah: an evening of Urdu poetry.
02:55	Eid Proceedings: rec. on 1st September 2011.
04:25	Eid Sermon: rec. on 1st September 2011.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Historic Facts
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:05	Siraiki Service
09:00	Rah-e-Huda
10:30	Indonesian Service
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque.
13:15	Tilawat
13:25	Dar-e-Hadith
13:40	Zinda Log
14:05	Bengali Service
15:25	Real Talk: a talk show looking at issues affecting today's youth.
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema
19:15	Yassarnal Qur'an
19:30	Fiq'ahi Masa'il
20:35	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science.

Saturday 3rd September 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	International Jama'at News
01:00	Liqa Ma'al Arab: Rec. on 11th March 1998.
02:05	Fiq'ahi Masa'il
03:15	Friday Sermon: rec. on 2nd September 2011.
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:10	Yassarnal Qur'an
07:40	Huzoor's Jalsa Salana Address
08:35	Question and Answer Session: rec. on 20th May 1995.
09:45	Friday Sermon [R]
10:55	Indonesian Service
12:10	Dars-e-Hadith
12:30	Zinda Log
12:55	Live Intikhab-e-Sukhan: a poem request programme.
14:00	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 4th September 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 2nd September 2011.
01:30	Tilawat
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th March 1998.
02:45	Yassarnal Qur'an
03:20	Friday Sermon [R]
04:40	Dars-e-Hadith
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:20	Yassarnal Qur'an
06:45	Beacon of Truth: a talk show exploring matters relating to Islam.
07:50	Faith Matters
08:50	Huzoor's Jalsa Salana Address
10:05	Indonesian Service
11:10	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon recorded on 27th April 2007.
12:10	Tilawat
12:25	Zinda Log
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:25	Faith Matters [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Beacon of Truth [R]
19:30	Real Talk
20:35	MTA Variety: Muslim women in the Western world.
21:00	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:20	Ashab-e-Ahmad

Monday 5th September 2011

00:05	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	International Jama'at News
01:40	Liqa Ma'al Arab: a sitting of Arabic speaking friends and Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th March 1998.
02:45	MTA Variety: Muslim women in the Western world.
03:05	Friday Sermon: rec. on 2nd September 2011.
04:15	Ashab-e-Ahmad: a programme on the companions the Promised Messiah (as).
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat &Dars-e-Hadith
06:20	International Jama'at News
06:55	Seerat-un-Nabi
07:45	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 13th July 1998.
10:05	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Huzoor, on 17th June 2011.
11:10	Spotlight: a speech delivered by Maulana Abdul Wakil Niyaz.
12:00	Tilawat
12:10	International Jama'at News
12:40	Zinda Log
13:05	Bengali Service
14:05	Friday Sermon: rec. on 10th November 2005.
15:05	Spotlight [R]
15:45	Seerat-un-Nabi [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th March 1998.
20:35	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:20	Spotlight [R]
23:05	Friday Sermon [R]

Tuesday 6th September 2011

00:00	MTA World News
00:20	Importance of Salat
01:00	Tilawat
01:10	Insight: recent news in the field of science.
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th March 1998.
02:35	Seerat-un-Nabi
03:15	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on 13th July 1998.
04:30	Importance of Salat
05:15	Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science.
07:00	Introduction to the Holy Qur'an
07:20	Yassarnal Qur'an
07:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Question and Answer Session: Recorded on 31st May 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon recorded on 10th September 2010.
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:20	Zinda Log
12:50	Insight: recent news in the field of science.
13:05	Bengali Service
14:05	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema 2010
15:10	Yassarnal Qur'an
15:30	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth: a talk show exploring matters relating to Islam.
19:30	Arabic Service: Arabic translation of the Friday sermon delivered by Huzoor, on 2nd September 2011.
20:35	Insight: recent news in the field of science.
20:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:00	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 7th September 2011

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. 25th March 1998.
02:45	Learning Arabic
03:10	Introduction to the Holy Qur'an
03:30	Question and Answer Session: rec. on 31st May 1998.
04:40	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema 2010
06:00	Tilawat
06:15	Dua-e-Mustaja'ab
06:50	Yassarnal Qur'an
07:15	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
07:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:05	Question and Answer Session
10:05	Indonesian Service
11:10	Swahili Service
12:10	Tilawat
12:20	Dars-e-Hadith
12:35	Zinda Log
13:00	Friday Sermon: rec. on 2nd December 2005.
13:55	Bengali Service
15:05	Dua-e-Mustaja'ab [R]
15:45	MTA Sports
16:20	Fiq'ahi Masa'il
16:55	Dua-e-Mustaja'ab [R]
17:40	Dars-e-Hadith [R]
18:05	MTA World News
18:25	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema
19:15	MTA Sports [R]
19:35	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:05	Real Talk
21:10	Yassarnal Qur'an
21:30	Fiq'ahi Masa'il [R]
22:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
23:15	Friday Sermon [R]

Thursday 8th September 2011

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat
00:45	Dars-e-Hadith
01:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 26th March 1998.
02:05	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
03:30	Dua-e-Mustaja'ab
04:00	Friday Sermon: rec. on 2nd December 2005.
04:50	Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00	Tilawat
06:20	Beacon of Truth
07:20	Children's Workshop
08:05	Faith Matters
09:10	Qur'anic Archaeology
09:50	Indonesian Service
11:00	Pushto Service
12:10	Zinda Log
13:00	Bengali Service
14:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. on 6th July 1995.
15:25	Journey of Khilafat
15:50	Qur'anic Archaeology [R]
16:30	Children's Workshop [R]
16:50	Faith Matters
18:00	MTA World News
18:15	Huzoor's Jalsa Salana Address
19:10	Seerat-un-Nabi
20:00	Faith Matters
21:10	Beacon of Truth [R]
22:15	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:40	Children's Workshop [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 Friday 26 August , 2011 Issue No. 34

اگر ہم حقیقی مومن ہیں اور یقیناً ایک احمدی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ حقیقی مومن ہو تو اس کی عبادت بھی صرف خدا تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے۔ اس کی بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے۔ اس کا اپنا رزق اور کمائی بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے اور پھر اس کا خرچ بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ہونا چاہیے۔

یہ ان لوگوں کی بڑی بلند حوصلگی ہے، وسعت ہے حوصلہ میں کہ انہوں نے ہمارے مظلوم احمدیوں کو اپنے اندر جذب کیا۔ اب یہ ہمارا بھی فرض ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے اور وہ احسان کیا ہے کہ حقیقی تعلیم اسلام کی لوگوں پر ظاہر کریں تاکہ اسلام کے خلاف جو شکوک و شبہات ہیں لوگوں کے وہ دور ہوں۔ اور یہ سمجھ سکیں کہ حقیقت میں اسلام ایک خوبصورت مذہب ہے۔

اس ملک کے باشندوں کے لئے چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہو، اس ملک کی معیشت کے لیے اس ملک کی دینی حالت کے لیے اس ملک کی عمومی حالت کے لیے اس ملک کی ترقی کے لیے، سائنسی ترقی کے لیے، معاشی ترقی کے لیے، اقتصادی ترقی کے لیے ہم نے کوشش کرنی ہے۔

(Dietzenbach میں مسجد بیت الباقی کی افتتاحی تقریب کے موقع پر حضور انور کا خطاب)

"سب کو علم ہے کہ جماعت احمدیہ ایک پُرامن جماعت ہے" (میئر ڈیٹزن باخ)

مسجد الباقی Dietzenbach کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ تقریب میں شہر کے میئر، پارلیمنٹ کے ممبر، سابق میئر اور ایک سابق وکیل اور جج کے ایڈریسز اور جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور ملکی تعمیر و ترقی میں مثبت کردار پر خراجِ تحسین۔

جرمنی میں اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندہ برائے مذہبی آزادی پروفیسر Heiner Bielefeldt کی حضور انور سے ملاقات۔

فیملی ملاقاتیں، سینکڑوں افراد نے حضور انور سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ تقریبِ آمین۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

21 جون بروز منگل 2011ء

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔ پروگرام کے مطابق گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج ملاقات کے لئے آنے والی فیملیز میں فرینکفرٹ اور اس ریجن کی جماعتوں کے علاوہ Munster, Boblingen, Borken اور KiesersLautrn کی جماعتوں سے آنے والی فیملیز بھی شامل تھیں۔ اس طرح مجموعی طور پر 48 فیملیز کے 162 افراد نے اور 21 سنگل افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر دو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

Dietzenbach میں مسجد بیت الباقی کا افتتاح

آج پروگرام کے مطابق Dietzenbach میں مسجد بیت الباقی کے افتتاح کی تقریب تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ چھٹی ایسی مسجد تھی جس کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے اس دورہ میں فرما رہے تھے۔

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ڈیٹزن باخ کے لئے روانگی ہوئی۔ بیت السبوح سے یہاں کا فاصلہ 30 کلومیٹر ہے۔ Dietzenbach کی آبادی 35 ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور یہاں یکصد سے زائد مختلف قوموں اور ملکوں کے لوگ آباد ہیں۔

اس علاقہ میں پہلی احمدی فیملی 1975ء میں آکر آباد ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ تعداد میں اضافہ ہوا۔ باقاعدہ جماعت کا قیام 1980ء میں ہوا۔ 1985ء میں جماعت نے یہاں ایک نماز سینٹر کرایہ پر حاصل کیا۔ پھر سات سال بعد 1992ء میں جماعت نے باقاعدہ ایک سینٹر خرید لیا۔

Dietzenbach کا یہ علاقہ اور یہاں کی جماعت بہت خوش قسمت ہے کہ یہاں تین خلفاء مسیح موعودؑ کے مبارک قدم پڑے ہیں۔

1978ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دورہ جرمنی کے دوران یہاں تشریف لائے تھے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے جرمنی کے مختلف دوروں کے دوران دو مرتبہ یہاں تشریف لائے اور آج اس سرزمین پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم پہلی بار پڑے ہیں۔

نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی "مسجد بیت الباقی" میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت مرد و خواتین اور بچوں نے بڑی تعداد میں اپنے آقا کو خوش آمدید کہا۔

جونہی حضور انور کی گاڑی بیرونی گیٹ سے مسجد کے احاطہ میں داخل ہوئی احباب جماعت نے پُر جوش نعرے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں